شراب الاشواق



کوئی اندازہ کر سکتا ہے اُسکے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

ترجمہ

مشاربِ الاذواق

مِن تصنیفِ

بانیٔ اسلام کشمیر حضرتِ امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رضؓ

مترجمہ

پروفیسر محمد طیب صاحب صدیقی ایم۔ اے، بی۔ ٹی

پبلشر

غلام احمد ہمدانی ازہرہ جنرل سکرٹری وخادم نیابتہ اوقاف کمیٹی
خانقاہِ معلےٰ

در مطبع

نشاط پریس امیراکدل چھپکر اوقاف کمیٹی خانقاہ معلی سے
شائع ہوا

بار اول - تعداد ۵۰۰   کتبہ [illegible] علی   قیمت بارہ آنے ۲

تمہید از مترجم

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضلل فلا ہادی لہ۔ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم الذی ہو شمس النبوۃ و بدر الرسالۃ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ الذین ہم نجوم الاہتداء

اما بعد

رسالہ ہٰذا من تصنیف العالم الربانی والعامل الصمدانی محبوب سبحانی شاہباز لامکانی اعنی جناب حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رضی اللہ عنہ ہے۔

یہ رسالہ جس کا نام جناب مصنف حضرت امیر رض نے مشارب الاذواق رکھا ہے۔ دراصل قصیدہ میمی مصنفہ حضرت ابوحفص عمر فارض مصری قدس سرہ کی شرح ہے۔ یہ قصیدہ نکات عرفان اور رموزات ایقان و ایمان سے مملو، علم تصوف کے حقائق اور دقائق پر مبنی ہے۔ جناب امیر رض

نے شرح کی ابتداء میں ایک زبردست تمہید بھی لکھی ہے۔ جس میں انہوں
نے غیر مبہم الفاظ میں بعض اصطلاحات صوفیہ کو جن کا تعلق قصیدہ
زیر بحث کے ساتھ ہے توضیح کی ہے۔ ایک ایک عربی بیت کے ترجمہ
کے ساتھ کسی بزرگ ناقل مشارب الاذواق نے بعد کے زمانہ میں ملّا
عبدالرحمٰن جامی رح کی ایک متوازی رباعی بطور استشہاد درج فرمائی
ہے ترجمہ اور شرح کیا ہے۔ جناب امیر رضؓ نے سمندر کو کوزہ میں بھر دیا
ہے۔ آیاتِ کلام اللہ اور احادیث نبوی علیٰ صاحبہا التحیۃ والتسلیم
سے استناد کر کے تصوف کے نکات اور عرفان کے رموزات بیان فرمائے
ہیں۔ شرح قصیدہ کے عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ جناب امیر رضؓ
حد تک اسلام کی تبلیغ اور اشاعت میں جدوجہد فرمائی ہے۔ اس
زمانہ کے ذرائع آمدورفت اور وسائل حمل ونقل اور اسباب اشاعت
کو جو کہ بالکل محدود اور زمانۂ حال کے ساتھ مقابلہ کر کے بالکل ناپید
تھے اور سفر بالعموم پا پیادہ کئے جاتے تھے اور رسل و رسائل صرف خاص
مواقع پر قاصدوں کے ذریعہ پہونچتے تھے۔ اشاعت علوم صرف ہاتھ
سے لکھی ہوئی کتابوں تک محدود تھی۔ مدِ نظر لا کر اس امر کا تسلیم کرنا

پڑتا ہے۔ کہ نورِ معرفت طےِ مکان اور طےِ زمان ہی کے وسایل سے جناب امیر رضؓ نے دور و دراز ملکوں میں سیاحت کر کے اسلام کے فیضان۔

علوم و حکمت اور نورِ ولایت سے لوگوں کو مستفیض اور مستفید فرمایا انہوں نے اپنے جدِ بزرگوار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے جہاں کعبۂ ثانی یعنی خانقاہ فیض پناہ کو بتوں سے اور بتوں کے پوجا سے پاک و صاف کر کے معبودانِ باطل کو توڑ کر معبودِ حقیقی کے ساتھ اُسکے عباد کو ملانے میں اپنے دم، قدم اور قلم کو وقف فرمایا وہاں ساتھ ساتھ علم و تعلیم درس و تدریس سے تشنہ کامانِ علم اور گمراہانِ جہالت کو علوم کے سرچشموں سے سیراب کیا اور اس میں اتنا جہاد کیا کہ شاید ہی کسی اور بزرگ نے کیا ہو سفر اور سیاحت کی کٹھنائیاں اور صعوبتیں برداشت کر کے اعلاءِ کلمۃ اللہ اور اشاعتِ علوم میں ازابتدا تا انتہا منہمک اور مصروف رہے۔ جناب امیر رضؓ کا مولد ہمدان کا شہر ہے۔ اور انکا خاندان اکابر سادات میں سے تھا جس کے افراد نہ صرف سید ہی تھے۔ بلکہ عارف باللہ اور عالم باعمل بھی تھے۔ اور اس وجہ سے نہ صرف ہمدان میں بلکہ سارے عراقِ عجم میں مشہور و معروف تھے۔ امیر

تیمور گورگانی کے عہد حکومت میں اپنے جد بزرگوار کی تبعیت میں جناب
امیر رضؒ نے وطن مالوف سے ہجرت فرمائی اور کشمیر کے بادشاہ سلطان
شہاب الدین کے عہد حکومت میں سنہ ۷۷۴ھ ہجری میں پہلی دفعہ کشمیر
کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرما کر اہالی خطہ کی آنکھوں کو
علم و حکمت و تہذیب کے انوار سے منور فرما کر اُن کے قلبوں کو ایمان
عرفان کے فیوض سے مالامال کرتے ہوئے کشمیر کی تاریخ کو بدل ڈالا۔
اور اہل خطہ کو دینی۔ دنیوی اور عقبوی فلاح و نجاح کا اہتمام فرمایا۔
کہاں ہیں وہ تنگ نظر۔ تنگ دل کم ظرف متعصب لوگ اور مورخ جو
اسلام پر اس امر کا الزام لگاتے ہیں اپنی کوردلی کا ثبوت دیتے ہیں
آئیں اور بصیرت کی آنکھوں سے تعصب کی عینک اٹھا کر دیکھ لیں کہ کس
طرح ایک بے سروساماں۔ غریب الوطن عارف باللہ مرد مجاہد نے لاکھوں
لوگوں کو پیغام حق سنا کر حلقہ بگوش اسلام بنا کر ایک ملک اور
قوم کی کایا پلٹ دی۔

جناب امیر رضؒ کی تشریف آوری۔ تبلیغ اسلام اور تعمیر خانقاہ معلےٰ
کے لحاظ سے کشمیر کی ساری تاریخیں مملو اور پُر ہیں کشمیر کے تمام مورخوں

اور تذکرہ نویسوں نے اُن کے حالات سوانح اور مدارج کمال عرفاں شرح وبسط کے ساتھ قلمبند کئے ہیں۔ شعرائے کشمیر اُن کے مناقب اور مدیحات لکھنے میں رطب اللسان رہے ہیں۔ جناب جامع الکمالات صوری ومعنوی حضرت الیشاں شیخ یعقوب صرفی گنائی رح نے تو ہزاروں مناقب اُن کی مدح میں لکھ ڈالے ہیں۔ حضرت امیر رض کے خلفاء اور خلفاء الخلفاء جو کہ اکابر اولیاء اللہ میں سے ہیں اُن کے مدح اور مناقب لکھنے اور تعریفیں الاپنے میں محظوظ ومسرور رہے ہیں۔ آخر کیوں نہ ہو

ے سید السادات سالار عجم ۔۔ دست او معمار تقدیر اُمم

خطہ را آں شاہ دریا آستیں۔ داد علم وحکمت وتہذیب ودیں

یہاں ان تفاصیل میں پڑنا مقصود نہیں بلکہ اس بات کی ضرورت ہے کہ لوگوں کی جو کہ حضرت امیر رض کو صرف ایک صوفی غوث۔ قطب یا ولی تصور کرتے ہیں۔ توجہ اس طرف مبذول کیجائے۔ کہ جناب امیر رض نہ صرف قطب الاقطاب۔ فرد الاحباب اور غوث الاغواث تھے۔ بلکہ عربی۔ فارسی اور ترکی زبانوں کے ماہر اور علوم متداولہ کے بحر ذخار تھے۔ نہ صرف علم ادب میں ان کو کمال حاصل تھا

بلکہ علم قرآن وحدیث تفسیر۔ فقہ۔ اصول و منطق۔ لغت۔ بیان علم کلام اور تصوّف۔ فلسفہ اور سیاست میں اُن کو یدِطولیٰ حاصل تھا۔ وہ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں اور اُن کے تصانیف کی تعداد کئی سو تک بتلائی جاتی ہے۔ متصوّف شاعر بھی تھے تخلص علائی فرماتے تھے۔ اُن کے تصنیف کردہ رسالے اور کتابیں قلمی نسخوں کی صورت میں کشمیر کے علماء فقہا، پیرزادگان اور سجادہ نشیناں کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ جن سے کوئی اکتساب فیض نہیں کرتا ہے۔ صندوقوں یا الماریوں میں گرد آلود صورت میں کرم خوردہ ہوگئی ہیں۔ عقیدتمند حضرات اُنکے معبد یعنی خانقاہ فیض پناہ کو مزیّن منور منقش۔ مذہب اور مزیّن کرنے کی طرف لگ گئے ہیں۔ لیکن جس مواد سے دنیا میں اس مصلح اعظم۔ عارف اعلم اور عالم افخم کے تبحر علمی کا ڈنکا بج جاتا وہ طاق نسیاں میں کیڑوں مکوڑوں کا مائدہ بن گیا ہے۔ جب مرورِ زمانہ سے وہ مواد بالکل ناقابلِ استعمال بن جائے گا تو آنے والی نسلوں کے واسطے بغیر خانقاہ معلّٰی کے اس مایۂ ناز مجاہد اکبر کا

کوئی نشان باقی نہیں رہے گا۔ جناب امیرؒ کے سیاست نامہ یعنی
کتاب ذخیرۃ الملوک کا صرف ایک ایڈیشن آج تک چھپ گیا ہے
جو کہ بالکل ختم ہو گیا ہے اور اب کہیں سے دستیاب نہیں ہوتا۔
اس کا ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔ اور وہ بھی چھپ چکا ہے لیکن مسلمانوں
کے جمود و خمود کا یہ حال ہے کہ ایک ایڈیشن سے زیادہ نہ چھپ گیا ہے
کیوں کہ مسلمان تعلیمیافتہ طبقہ کی گھریلو لائبریروں میں شکسپیر
ملٹن۔ ڈارون۔ کارل مارکس وغیرہ کے
سے
بھری ہوئی کتابوں کی ضرورت ہے۔ دین کے علوم کی کتابیں ان
کے گھروں میں کیوں دخل پائیں۔ اور ان کے دل اسلام کی عظمت
اور معرفت کے نور سے کیوں بھر جائیں بہر حال یہ شکوہ ہے۔
خداوند کریم مسلمانوں کو اس تساہل اور تغافل سے جو کہ امورات
دین میں ان سے ظاہر ہوتا ہے نکال ڈالے اور انکو سلف صالحین کے
آثار کو محفوظ اور برقرار رکھنے کی توفیق عطا کرے آمین۔
اوقاف کمیٹی انتظامیہ خانقاہ معلےٰ کے جنرل سیکریٹری مسٹر
غلام احمد ہمدانی۔ المعروف زہرہ نے جو کہ ایک جوشیلا نوجوان

تعلیم یافتہ مسلمان ہے۔ اور جناب امیر رضؓ سے اسکو خاص عقیدت
ہے اس امر کا تہیہ کیا ہے کہ خواہ کچھ بھی ہو حضرت امیر رضؓ کے تصانیف
کو زاویہ رخمول سے نکال کر منصۂ شہود پر لاکر مع ترجمہ شایع
کیا جائے۔ اور جناب امیر رضؓ کے ایک اور عقیدتمند مرید یعنی پیرزادہ
غلام محی الدین نوری نے مسٹر ہمدانی کی صدا کو لبیک کرتے ہوئے
اپنے مقبوضہ کتب خانہ سے تصانیف حضرت امیر رضؓ شایع کرنے کیلئے
دینے کا التزام کیا ہے۔ اگر مسٹر ہمدانی کا جذبۂ ارادت اور پیرزادہ
صاحب موصوف کا جوش عقیدت ایسا ہی رہے اور کتابیں مع
ترجمہ شایع ہوں تو نہ صرف صاحبان موصوف دنیا کو جناب امیر رضؓ
ہمدان اور اُن کے ذخیرۂ علمی سے روشناس کرینگے بلکہ ایک اہم
اسلامی خدمت انجام دیں گے۔ رسالہ ہٰذا اسی سلسلہ کی ایک کڑی
ہے۔ مسٹر ہمدانی نے کسی اور صاحب کے سپرد اس کا ترجمہ کرنا کیا
تھا اور جب انہوں نے ختم کر کے دے دیا تو مجھے اس ترجمہ کو درست
اور صحیح کرنے کا کام تفویض کیا گیا۔ لیکن جب میں نے دیکھا تو ترجمہ
بالکل غلط اور دور از حقیقت تھا میں نے مسٹر ہمدانی سے اس امر

کا اظہار کیا تو انہوں نے اصرار کیا کہ اس رسالے کا ترجمہ ہونا ضروری ہے۔ مجھے اپنی کم مائیگی اور بے علمی کا پورا پورا احساس تھا لیکن فرط عقیدت نے جو کہ سلف صالحین سے مجھے ورثہ میں ملا ہے اور اس خدمت نے جو کہ میرے والد مرحوم حافظ عبد المجید صاحب نے ساری عمر اس کعبۂ ثانی میں انجام دی ہے اس بات کا تشویق دیا کہ میں بھی اپنی بضاعت کے مطابق یہ تھوڑی بہت خدمت انجام دے سکوں۔ ورنہ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔ میری کیا بضاعت۔ صلاحیت اور قابلیت ہے کہ اسلام کے اس محسن اعظم کے تصانیف کا ترجمہ کر سکوں یا اسکی تمہید لکھ سکوں یا اُن کی تعریف و توصیف کا عشر عشیر بھی ادا کر سکوں لیکن اگر اس خدمت سے اپنی ہیچمدانی اور ہیچمیرزی کا ثبوت دیتے ہوئے اُن کے کوئے ارادت میں خاکساروں کے زمرہ میں منسلک ہو جاؤں جیسا کہ میرے آباؤ کرام رہے ہیں۔ تو یہی دین و دنیا اور عقبیٰ میں میری سرخروئی کا باعث ہوگا۔ و باللہ التوفیق۔

خاکسار درگاہ ہمدانی: محمد طیب صدیقی عفی عنہ

تمہید از حضرتِ شارحؒ

الحمد للہ ربّ العلمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمدٍ وآلہ واصحابہ اجمعین

امابعد :- سید علی ہمدانی کہتا ہے کہ اس بات کو ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ صوفیوں کے کلام نظم و نثر میں بعض ایسے الفاظ مستعمل ہوئے ہیں جنکے لغوی معنے کچھ ہوتے ہیں اور اصطلاحی معنی کچھ اور اُن کے ظاہری اور لغوی معنی نہیں لئے جانے نہیں چاہیے کیونکہ اُن الفاظ کے اس علم میں کچھ اور ہی مفہوم اور مطالب ہوتے ہیں۔ صوفیوں کی اصطلاح میں جو کہ اُن میں رائج ہیں میخانہ۔ بتخانہ خمخانہ۔ اور شراب خانہ عارف کامل کے باطن کو کہتے ہیں جس میں حقیقتوں کے عرفان کے لیئے ایک وجدانی جذبہ موجود ہوتا ہے۔ ترسا اس مرد کامل یا روحانی شخص کو کہتے ہیں جو بُری صفتوں سے آزاد ہوا ہو اور اسکے نفس امارہ میں تبدیلی (اچھی عادات کی طرف) پیدا

ہوئی ہو۔ اور وہ اچھی عادات و اوصاف سے موصوف ہوا ہو۔
ترسا بچہ اُن غیبی واردات (قلبی کیفیات) کو کہتے ہیں جو کہ علاوہ
اور اوصاف کے سالک سے ظاہر ہوتے ہیں۔ دیر اور خرابات
عالم روحانی اور عارف کامل کے باطن کو کہتے ہیں گبر اور کافر اس
شخص کو کہتے ہیں جو توحید میں یک رنگ ہوا ہو اور جس
نے ماسوی اللہ سے منہ موڑ کر نیستی کے عالم میں جگہ پائی ہو۔
مے (شراب) اس ذوق کو کہتے ہیں جو سالک کے دل میں پیدا
ہوتا ہے اور اُسے سرور و بشاش کر دیتا ہے۔ ساغر اور پیمانہ
اس رات کو کہتے ہیں جس میں عارف کو انوار غیبی کا مشاہدہ اور
حقائق و دقائق راہ سلوک کا ادراک ہوتا ہے۔ زنار دین میں
یک رنگ اور یکسو ہونے اور یقین کے راستے میں حد سے گذر
جانے کو کہتے ہیں۔ کلیسا اور کنشت سے یقین کی دنیا اور عالم شہود
مراد ہے۔ یار۔ دلدار۔ محبوب۔ صنم۔ نگار۔ دوست روحانی
حقیقت میں تجلی صفاتی کا نام ہے۔ غمزہ اور بوسہ سے روحانی
فیض اور جذبہ باطن مراد ہے جو کہ سالک کو حاصل ہوتے ہیں۔

جہاں کہیں محبوب کے لب و دہان کا ذکر آتا ہے اُن سے صفت جہان
مراد ہے۔ چشم و ابرو اسکے جمال کے اوصاف ہیں۔ کلام الہام غیبی
کو کہتے ہیں جس کا سالک کو القاء ہوتا ہے۔ رند۔ قلاش۔ اور قلندر
روشنضمیر تارک الدنیا کو کہتے ہیں۔ جو لالچ اور حرص۔ نفسانی خواہشات
اور شہوات سے مبرا ہوا ہو۔ مست اور شیدا صاحب شوق اور صاحب
جذبہ لوگوں کو کہتے ہیں بادہ فروش سے مرشد کامل مراد ہے۔ ساقی اور
مطرب سے اہل معنی یا روحانی شخص کو ترغیب دینے والے اور فیض
پہونچانے والے مراد ہیں۔ فرعون۔ شداد اور کافر موحد اصلی کو کہتے
ہیں۔ خداوند کریم اُس شخص پر رحم کرے جو ان کلمات شریف کو دیکھے
ان کے مؤلف۔ کاتب اور قاری پر اور تمام مسلمان مردوں اور
عورتوں پر اسکی رحمت ہو۔ اے رحم کرنے والے اپنی رحمت سے
ڈھانپ لے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام حمد اور کامل شکر اس خالق ودود کے شایان ہے جس نے الفت کی صفائی اور محبت کی وفا کو اپنے جمال کے پرتو کے دیوانوں کی جان کا تاج اور ٹیکا اور اپنے جلال کی آگ سے دل جلوں کے ذوق کی کلید بنایا۔ وہ ایسا بخشش کرنے والا ہے کہ اس نے درد کی لبالب بھری شراب یا تلچھٹ سے مست لوگوں اور اشتیاق کی جلن سے مغموموں کو اپنی عنایات کی فرحت بخش شراب کے پیالوں سے سیراب کیا وہ ایسا مہربان ہے جس [illegible] وکرم کی مہربانیوں نے تاریک مٹی کے ناتمام خاموں اور ناقص لوگوں کو عنایتوں کی متواتر بارش کے انوار سے جمال کی چوٹی تک پہونچایا۔ ایسا جمیل ہے کہ اپنے جمال کے نور کے ساقی کے ذریعہ سے نقصان کے میدان میں سرگرداں لوگوں اور غم کے کونے میں رہنے والے بیماروں کو شربت وصال پہونچائی۔ اپنے نفس رحمانی کو روشن کرنے سے عرصۂ وجود میں چلنے والوں کو اپنے

دربار میں بارِ عام دیا۔ حقائق عرفانی کے رازوں کی بارش سے خطۂ شہود کے شیدائیوں کو تسکین بخشا۔ پاکیزہ صلوات اور نامی درود اس صاحبِ علم پر جو کوثر کا مالک اور اہلِ محشر کا پیشوا ہے۔ حقایق عرفان و معرفت کا سمندر اور آسمانِ تحقیق کا بدرِ کامل۔ ابنیا کا سردار اور دو جہاں کا بادشاہ حضرتِ محمد مصطفےٰ صلعم پر اور اُن کے اہلِ بیت اور اصحاب پر ہو۔ جو معرفت کے رازوں کے کھولنے والے اور وجداں کے انوار کی تعریف کرنے والے ہیں۔ بعد اسکے بندہ جانی علی ابن شہاب الدین ہمدانی رض کہتا ہے (خدا اپنے کرم سے اس کو بخشدے اور اُسے اپنی نعمتوں کے شکر کرنے کی توفیق عطا کرے) چونکہ بڑے بڑے ولیوں اور انبیاء علیہم السلام کے وارثوں یعنی علماء ربانی کی ایک بڑی جماعت جو کہ میدان عرفان کے شیدائی اور شراب معرفت کے سودائی ہیں۔ ایک ایسی قوم ہے کہ اُن کی پاکیزہ روحوں اور روشن اسرار نے ازلی اور ابدی رازِ سرمدی پردوں کے اندر دیکھیں ہیں اور محبت کی لذت کا ذوق انکی سخاوت اور مہربانی کے پیالے سے چکھ لیا ہے۔ شہود کے مسندوں پر اس کے جمال کے سائبانوں اور شہ

کے سایہ میں پیتے ہیں۔ شراب محبت کے پیالے قرب (خدا کا قرب)
کے ساقی کے ہاتھ سے پیتے ہیں۔ جب وہاں (عالم روحانیت میں)
اسکے جمال کے رازوں کی تلاش میں توحید میں مست ہوئے ہیں۔
یہاں (اس دنیا میں) اس نشہ کے خمار کو دوام کی غرض سے عشق
کے میخانہ میں محبت الٰہی کی باتیں کرنے لگے ہیں۔ اور یہ قوم کیفیات
کے حقیقی اسرار کے میخانہ۔ زلف اور خال کی لباس میں ارباب کمال
کے کانوں تک پہونچانے لگے۔ غفلت کے گڑھے میں پڑے ہوئے ظاہر
بینوں کی ایک جماعت نے جن کو ان باریک باتوں کے سمجھنے کا حصہ
نہیں تھا۔ اس قوم کے اشارات کو بیہودہ خرافات تصور کیا چونکہ
قصیدہ میمیہ مصنفہ شیخ ابو حفص فارض مصری قدس سرہٗ جو کہ ایک
محقق عارف ہیں اُسی قسم کا تھا کہ اسکے ابیات کے ابواب لطائف
حقائق سے پُر تھے اور اسکے الفاظ کے سیپ دقائق کے جواہرات سے بھر
پور تھے۔ مدامہ۔ میخانہ۔ پیالہ اور ساقی کی ذکر سے جو استعارات پر
مبنی تھے مملو تھے۔ اور یہ اشارات اسکے ہمیشہ رہنے والے چہرے کے جمال
کی تجلیات کے نتیجہ پر منحصر تھے۔ اسواسطے گندہ نا دانش غافلوں کے انکار

تردید کرنے اور بیہودہ طعنہ دینے والوں کی ہٹ کا اثر دور کرنے کی غرض
سے ہر بیت کے ترجمہ کے ساتھ چند کلمے مختصر طور پر لکھے گئے اور ان اشارات
کی حقیقتوں اور رموزات کی باریکیوں اور استعارات کی نزاکتوں
اور ان اصطلاحات اور باریک باتوں کی نادرت کی طرف جو اس
جماعت میں رائج ہیں حتی الوسع اشارہ کیا گیا اور اس وجہ سے کہ
اس غیب کے ستھرے مضمون کے ابتدائی اشارات اور عبادات کے
مفہوم سالکوں کے مذاق کے فرق اور تفاوت کو واضح کر دینے والا
اور عارفوں کے حالات کی بوقلمونی کی حد بندی کرنے والے ہوں گے اس
رسالہ کو **مشارب الاذواق** نام رکھا گیا۔ کیونکہ ہر ایک
سالک کو حقیقتوں کے وجدان کے لئے عرفان کا ایک خاص مشرب
(مسلک) اور ہر چکھنے والے کو ایک خاص شربت اور ہر پینے والے کو
ایک خاص نشہ ہوتا ہے۔ جو کہ اس کے سوز درون کے امتیاز و اختصاص
کا وجود کے حدوں میں سے ہر حد میں اور شہود کے درجوں میں ہر درجے
میں بمصداق لِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِمَّا عَمِلُوا (ہر ایک کے لئے جیسی
کہ عمل کرے درجہ ہوتا ہے) باعث بن جاتا ہے۔ اس ترجمہ کے الفاظ کا

معنی سمجھنا اُن اصطلاحات جاننے پر جو اس جماعت کے لیے مخصوص ہیں اور اس راہ پر چلنے والوں کے اقوال کے ساتھ منسوب ہیں منحصر ہے۔ اسلیے ابیات کا ترجمہ شروع کرنے سے پہلے حقیقت محبت کے بیان کرنے میں اسکے ذوق شرب رس سکر مراتب لوازم عوارض اقسام اور حقایق میں ایک تمہید اور مقدمہ لکھنے کی ضرورت پڑی۔ وباللہ التوفیق۔

اے عزیز جان لے کہ اس جماعت کے پاس محبت کی حقیقت حقیقی جمیل کے جمال مطلق کی طرف مکمل اور مفصل میلان اور رغبت حاصل ہونے سے ہے کیونکہ ہر ایک جزو کی کشش اپنے اصل کی طرف ہوتی ہے اور ہر انسان کا اپنے ہم جنس کے ساتھ اُنس ہوتا ہے حدیث نبوی ص میں آیا ہے ان اللہ جمیل ویحب الجمال خداوند خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو دوست رکھتا ہے۔ چونکہ جمال جمیل مطلق کی ازلی صفت ہے اور جمیل نام رکھنا یا کسی کو جمیل سمجھنا کسی بھی صورت میں بجز حضرت جمیل کے جس کو شان اعلےٰ اور اغلب ہے اور کسی کے شایان نہیں پس حقیقت میں جمیل ایک سے زیادہ نہیں ہوسکتا ہے۔ ایک ہی جبکا

کوئی شریک نہیں پس جو خوبصورتی اور جمال مخلوقات کے مختلف درجوں۔ افراد و اشخاص کے وجود کے صفحوں اور موجودات کے جلوہ گاہوں پر ظاہر ہوتا ہے وہ اسی حضرت کے جمال کے پرتو ہیں جو صلاحیتوں کے مظاہر اور جلوؤں میں ظاہر ہوتے ہیں اور خصوصیات اور قابلیات کے آئینوں میں عکس فگن ہوتے ہیں۔ (عربیہ) (. . . . .

. . . .) ہر ایک خوبصورت کا حسن اسی خدا کے حسن کا عکس ہے بلکہ ہر ایک حسین کا حسن اسی کا نظیر و عدیل ہے۔

اور یہ میدان اول جمع کے مقام سے جمع کی طرف ہوتا ہے اور یہی مراتب ذات میں جمال ذات کا شہود ہے۔ دوسرا جمع سے تفصیل کی طرف یہ صفت یا تو مرتبہ اقرب میں ہوتی ہے اور وہ صفات کے آئینوں میں دیدار جمال کا شہود ہے یا مرتبہ اوسط میں تو یہاں دیدار جمال افعال کے آئینوں میں سے ہوتا ہے اور آخری اور ادنےٰ ترین مرتبہ وہ شہود جمال آثار کے آئینوں میں سے ہوتا ہے۔ یہی ظہور تجلیات الٰہی اور بارگاہ اعلےٰ کے عکوس کا آخری درجہ ہے اور اس دنیا میں یہ جمال عکس کی صورت میں نمودار ہوتا ہے اور فرمان یحبہم

(وہ دوست رکھتا ہے انکو) یحبہ (وہ اُسے دوست رکھتے ہیں)
کو چاہتا ہے - اگرچہ کائنات کے افراد اور موجودات کے رکن اس
حقیقت کو نشانات کے تفصیلی آئینوں میں سے دیکھتے ہیں۔ اور
زائل ہونے والے محدود جمال کو اصلی اور کلی مقصد جانتے ہیں اور
وصل کی لذت سے خوش اور ہجر و فراق کے درد کی زنجیروں میں
بند ہو جاتے ہیں لیکن خواص میں سے بعضوں کا شہود افعال کے
آئینوں میں سے ہوتا ہے اور یہ شہود صفتوں کے خاص مظاہر کے قصروں
اور ذات کے انوار کی خاص روشنی میں مختصر طور وجود کا فنا کرنا ہے محبت
ایک روحانی حقیقت اور کیفیت ہے - وہ ذوق اور وجدان سے
حاصل ہوتی ہے اور اس کیفیت کی لذت چکھنے والا جسقدر زیادہ
کامل اور زیادہ روشن دل ہو اتنے ہی اس حقیقت کے اسرار اس
میں زیادہ کامل اور اعلٰے ہوتے ہیں پس اس بات کی حقیقت دراصل
ذات واجب الوجود کو حاصل ہے - جسکی شان بہت بلند ہے اور پیدائی
ت ممکن الوجود یعنی انسان کو کیونکہ بمضمون آلا مثل و لا مثل
(لیس) اور نظیر زیادہ مانند ہوتا ہے کیونکہ محبت کی اصلیت ا

ارادہ کرنے والے خدا کی سلطنت خاص کے احکام میں سے ہے اور
صفت ارادت ہمیشہ اسکی ذات قدیم کے ساتھ قایم ہے اور اسکا
وجود اسکی قدیم ذات سے ہمیشہ کے لئے اور سب کی خواہش اسی
اصل سے پیدا ہوئی اور یحبہم (وہ اُن کو دوست رکھتا ہے) کی عنایت
یحبونہ (وہ اسکو دوست رکھتے ہیں) کے خزانے کی کلید بن گئی
اور حدیث قدسی میں یہ ہدایت "الا طال ...... شوقاً"
(جتنا زیادہ ابرار کا شوق میری طرف بڑھ جاتا ہے۔ اس سے زیادہ
میرا شوق انکی طرف بڑھ جاتا ہے) انسان کے لئے خدا کی محبت پر ایک
قطعی دلیل ہے۔ لیکن ذاتِ الٰہی کو انسان کے ساتھ محبت ہونے سے
بعض لوگ کم بینی اور تنگ نظری کیوجہ سے انکار کرتے ہیں۔ لیکن اہل
کشف و تحقیق کے نزدیک مقام محبت کا متحقق ہونا انسان کے کمالات
اور اسکے بلند ترین صفات کا برلا درجہ ہے چونکہ محبت کی حقیقت
کا نام کلام اللہ کی آیتوں میں صریح اور واضح طور آیا ہے۔ اور کشفی
دلائل سے بھی ثابت ہے۔ کہ محبت معرفت کا ثمرہ ہے۔ اور جس شخص
کو پہچانی ہوئی ذات کے ساتھ جتنی زیادہ جان پہچان ہو۔ اتنی ہی

اسکی محبت زیادہ کامل اور پائدار ہے معرفت کے اسباب پانچ ہیں۔ پہلا نفس اور زندگی کی محبت اور اس کا کمال۔ دوسرا محسن کی محبت تیسرا صاحب کمال کی محبت چوتھا جمیل کی محبت اور پانچواں وہ محبت جو تعارف روحانی سے حاصل ہو۔

(۱) نفس کی محبت :۔ یہ امر لابدی طور پر معلوم ہے کہ تمام انسان اپنی بقا کے طالب ہیں اور سب کی کوشش اپنی ذات کی بقا کے لیے نفع حاصل کرنے اور اپنے سے ضرر ہٹانے صرف ہوتی ہے (اسی کا دوسرا نام جہد للبقاء ہے) چونکہ اپنے وجود کی محبت انسان کی فطرت اور جبلت میں مرکوز ہے اسلیئے وجود کے پیدا کرنے والے کی محبت (خدا کی محبت) جو کہ انسانی وجود کا جز اور ظاہر کرنے والا ہے زیادہ اچھے پیرائے میں ہونی ضروری ہے۔

(۲) محسن کی محبت :۔ جب اس بات پر غور و خوض کریں کہ کسی محسن کا احسان حالت کی گردش سے حاصل ہوتا ہے جو کہ شیون الٰہی کے بدل جانے اور خدائی اسباب کے تسخیرات کی تبدیلیوں سے قطعی علم کی پیدا کرنے والی طاقت محسن کے سر کی تختی پر ثبت

کرتی ہے۔ کہ اس کی ہمک بخشی احسان کے ثمرات اس شخص کو پہونچانے پر مضمر ہے جسکو کہ احسان کرنا مقصود ہو اور احسان کرنے والے کو احسان کرنے میں یہ طاقت اور جذبہ اتنا بے قرار بنا دیتا ہے کہ اُسے احسان نہ کرنا ناممکن بن جاتا ہے۔ اسلئے محسن حقیقی یعنی باری تعالیٰ محبت کے زیادہ شایاں ہے۔

(۳) صاحب کمال کی محبت: جب کوئی شخص کمال کی کسی صفت سے متصف ہو مثلاً علم یعنی تقویٰ وغیرہ وہی کمال کی صفت اسکے ساتھ محبت رکھنے کا باعث بن جاتی ہے اسلئے وہ ذات الٰہی جو تمام کمالات کا منبع ہے۔ اور تمام اچھے اخلاق اور محمود صفتیں اس ذات کے فیض کے کمالات کا ایک قطرہ ہیں۔ اسلئے وہی ذات الٰہی محبت کرنے کے لئے اولیٰ ہے

(۴) جمیل کی محبت:۔ چونکہ عارضی جمال حقیقت میں بغیر عکس اور خیال کے کچھ نہیں جو کہ کثافتوں اور نجاستوں کے پردوں کے پیچھے سے چمکتا ہے اور ساتھ ہر وقت معمولی عارضہ سے تغیر پاتا ہے فی نفسہ بیکار ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس جمیل کی ذات حسن کے جمال کے انوار کے عکسوں

میں سے تمام کائنات کا جمال ایک عکس سے محبت کے لیئے اولےاور
انسب ہو۔

(۵) محبت جو تعارف روحانی کے نتائج سے ترقی پذیر ہو۔ جب
یہی تعارف روحانی محبت کرنے کا موجب بن جائے تو وہ تقدیر کا
پیدا کرنے والا جس نے ازل میں ہی ان اسباب کے ارتباط کا اندازہ
بغیر کسی سبب اور حق کے مقرر کیا بے شک محبت کے لیئے زیادہ
شایاں اور مناسب و موزوں ہے۔

اے عزیز جب ان تمہیدی باتوں سے خدا اور بندہ کے درمیان
محبت کے رشتے کا ثبوت عقلی اور نقلی دلائل سے واضح ہوگیا اور معلوم
ہوا کہ اس ذات باری عزشانہ کی محبت کی حقیقت کا تاڑ جانا ظاہری
صورت میں بندہ کے لیے مشکل بلکہ محال ہے اور اس قسم کا اعتقاد
رکھنا جاہلوں کی سیرت ہے بلکہ خدا کی محبت بندہ کے حق میں ہونے
سے اُن الٰہی مہربانیوں کی خوشبو کے جلوے (جھونکے) مراد ہیں جو مہربانی
کے صحراؤں سے دریائے ارادت کے موجزن ہونے کے ذریعہ سے جو کہ
ظاہر و باطن کے برزخ اور موجودات کے اصول اور اعیان کے غیب کی

کلیدیں ہیں برانگیختہ ہوتے ہیں اور پاکیزہ مظاہر اور لطیف جلووں
کے ساتھ جو آثار قدوسی کے ضامن اور اسرار غیبی کے متکفّل ہیں تعلق
پیدا کرتے ہیں اسکے فیض جمال کے صلاحیت والے مستعد دلوں کو جسمانی
تزویرات کے آثار کی میلائیوں سے اور نفسانی شہوات کی ظلمت سے
پاک کرتے ہیں اور اُنہیں تعلقات اور موانعات کے پردے اُٹھانے
اور رکاوٹوں اور بندشوں کا عذاب ہلنانے سے بساط قرب تک پہونچا
ہیں اور وصال کے سرد شیریں پانی کے پیاسوں کو مقام شہود میں
انسانیت اور روحانیت کی شراب کی لذّت چکھاتے ہیں۔ بندہ
کی محبت اس بے نیاز کے ساتھ ہونے سے سالک کی سیر کا جذبہ
اس حقیقت کے حاصل کرنے سے مراد ہے جو کہ طالبوں کے سعادت کی
پیدا ہونے کی جگہ اور راغبوں کی کمالات کا منبع ہے اور طالب کے دل
کی خواہش ان حقیقتوں کے نتیجے حاصل کرنے کی ہوتی ہے کیونکہ اس
کے حال کا جمال اس زیور سے عاری اور اس دولت کے نہ پانے کی وجہ
سے ذلت اور خواری کی زنجیروں میں جکڑا ہوتا ہے اور اس کشش کی
رغبت جسے محبت کہتے ہیں جمال کے چار برجوں پر دکھائی دیتی ہے اور

ہر ایک میں چار دفعہ ظاہر ہوتی ہے۔ خاص[۱]۔ عام[۲]۔ اخص[۳]۔ اعم[۴]۔

(۱) خاص یہ ہے کہ اس کا طلوع روح قدسی کے عالم جبروت میں ذات کے جمالی تجلیات کو مطالعہ کرنے کا نتیجہ ہو اور یہ صدیقوں کا درجہ ہے۔

(۲) اخص یہ کہ اس کا ظہور عالم ملکوت میں جمال صفاتی کی حقیقتوں کو مکاشفہ قلبی کے ذریعہ مطالعہ اور مشاہدہ کرنے کا نتیجہ ہو یہ مقربوں کا درجہ ہے۔

(۳) عام یہ کہ جس کا ظہور جمال افعال کی خصوصیتوں کو عالم غیب و مثال میں ملاحظہ نفس کے ذریعہ ہو یہ مقام سالکوں کا ہے۔

(۴) اعم یہ کہ اس کا ظہور مشاہدۂ حس کی راہ سے عالم شہود میں ہو یہی طالبوں کا ابتدائی مقام ہے۔

ذاتی محبت تغیر و تبدل کے قابل نہیں کیونکہ یہاں پر محبت کے وجود کی کشتی احدیت کے سمندر میں ڈوبی ہوئی ہے۔ اسکے وہی صفات کی ہستی دریائے فنا کے ساتھ مل چکی ہے اور بود و نابود کے اسفل ترین طبقہ دوزخ میں بند ہے۔ شہرت اور کامیابی کے حال سے چھوٹی ہے۔ اس مقام پر متقابلہ صفتوں کے نام وحدت کا رنگ پاتے ہیں۔ جب

تک تو ہے (جب تک انسان کی ہستی اور خودی کا پردہ حائل ہے)
تب تک یہ نیک و بد کے جھگڑے ہیں جب تم ہی (دریائے وحدت میں)
گم ہوئے تو پھر یہ سب دیوانگی ہے جو اپنے سورج میں کرن کی طرح
جذب ہوا یقین جان لے کہ اس نے نیک و بد ہی نہ دیکھا (یہ ترجمہ ان
ابیات کا ہے) ؎

تا تو باشی نیک و بد انجا بود :: چون تو گم گشتی ہمہ سودا بود
ہر کہ او ذرہ آفتاب خود رسید :: تو یقیں میداں کہ نیک و بد ندید

صفات کے جمال کا عاشق قید سے خالی نہیں کیونکہ مختلف صفات کے
اثرات کو دیکھنا فرق اور تمیز کا اقتضا کرتا ہے۔ اس مقام پر اڑنے
والے کی ہمت صفاتِ لطفی کے دیکھنے ہی بغیر لذت حاصل کرنے کے آثار
تک پہونچنے کی خواہشمند ہوتی ہے۔ جمال افعال صفات کے حال سے
زوال کے زیادہ نزدیک ہے۔ اور جمال افعال کا عاشق بہت جلد
جہد سے احسان کے فیض کے آثار تک پہونچنے کے لئے بند ہوتا ہے
اور فضل و کرم کے طریقوں اور تغیرات کے نتیجوں کو پورا کرنے میں خوش
رہتا ہے ان دونوں طریقوں کا محب مطالب کے حاصل کرنے اور

خواہشات کے آثار تک پہونچنے کے مطابق تغیر و تبدل سے نڈر اور بیباک نہیں چنانچہ آیہ کریمہ وان اصابتہ فتنہ ......

... المبین (سورہ حج) جو کوئی راہ عشق چلتا ہے۔ اگر اسکو بھلائی مل جاتی ہے تو وہ مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر کسی پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہے تو کسی وقت بگڑ جاتا ہے۔ دین اور آخرت میں اسے نقصان ہے" اس مضمون پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن جمال آثار جو کہ جمال ذات احدیت کے آفتاب کے انوار کی کرنوں کا ایک پرتو ہے اور اسمائی صفاتی۔ افعالی اور آثاری پردوں کے پیچھے سے روحانی حسن صورت کی تجلی کے ذریعہ اجسام متناسب میں ظاہر ہوتا ہے اور مجازی محبوبوں کے زلف و خال ناز و انداز عشوہ و غمزہ کے محاسن طالبوں کو جمال کے کمال تک پہونچنے کی کوشش میں مطیع بناتے ہیں اور زلال وصال کے پیاسوں کی ہمت اڑا دیتے ہیں تاکہ طبیعت کو ظلمت میں رہنے والے اور غفلت کے میدان کے سرگرداں عشق مجازی کے آگ کی جلن کو حقیقی عشق تک پہونچنے کا پل بنائیں اور اس مبارک ہما کے سایہ کی برکت اور اس نیک فال رفرف کے اقبال کے نور سے ہمت کا گھوڑا ناسوت کے اندھیرے

گھر سے نکال کر لاہوت کے عالم روحانی میں دوڑ آئیں اور ظاہری خوب
صورتی کے جمال اور مجازی خوبی اور جمال کی نزدیکی اور فریب میں گرفتار
ہو کر جو گندگی کے پردے کے پیچھے سے اور ناپاکی کے بدن (جسم) سے
ظاہر ہوتی حقیقی حسن کے کمال کو تلاش کرنے سے رک نہ جائیں ۔

در عشق رخ او تو حدوث و قدم مبیں — کہ سالک رہی تو وجود و عدم مبیں
از پرتو جمال حقیقی بسوز پاک — گم گرد در فنا و دگر بیش و کم مبیں
مردانہ بگذر از ازل و ز ابد تمام — سر ازل بخواں و تو لوح و قلم مبیں
ہر حسن را یک رقم ز کتاب جمال اوست — در دفتر جمال تو گم شو رقم مبیں

٥

جمال یار کی لو میں نہیں حدوث قدم — سلوک راہ میں آتا نہیں وجود و عدم
جلے جو پرتو حسن ازل سے پروانہ — فنا میں مست ہے اسکو نہ فکر بیش نہ کم
گذر جو جائے ازل اور ابد کے دھندے سے — ازل کے راز کا محرم ہو نہ بند لوح و قلم
جمال یار کے پرتو ہیں سب حسیں یہاں — جمال ذات میں گم ہو تو چھوڑ دے یہ رقم

(المترجم)

(ترجمہ ابیات فارسی) اس معشوق حقیقی کے جمال کے عشق میں حادث اور
قدیم کی طرف نہ جا کیونکہ حادث یعنی مجازی حسن بھی اسی قدیم جمال کا عکس

ہے، اگر تو سلوک کے راستہ پہ چلتے ہو وجود و عدم کی طرف نہ دیکھ ہستی۔ خودی۔ نیستی اور بے خودی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ مدعا سلوک راہ ہے۔ جمال حقیقی کے عکس اور پرتو سے مکمل طور پہ جل جا اور فنا میں گم ہو جا۔ زیادہ اور کم کے جھگڑے میں نہ پڑ۔ ازل اور ابد سے مردانِ خدا کی طرح گذر جا۔ ازل کے راز سے واقف ہونے کی جدّ و جہد کر اور لوح و قلم کے بحث میں نہ پڑ۔ ہر جبیں کا جمال اُسکے جمال کی (خدائے جمیل کے) کتاب کی ایک تحریر ہے۔ جمال کی کتاب میں کھو جا اور تحریر کی طرف نہ دیکھ۔

ان ابیات سے جناب امیر رضا یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ مجاز صرف حقیقت کا ایک عکس ہے۔ اور عکس میں ہی سالک راہ اور عاشق صادق کو گرفتار نہیں رہنا چاہیئے بلکہ مجاز کو حقیقت تک پہونچنے کا ایک واسطہ سمجھنا چاہیئے مجاز ذریعہ ہے مدعا حاصل کرنے کا۔ مدعائے سلوک جمیل حقیقی ہے۔ اسی مضمون کو پیر عزیز اللہ حقانی مرحوم نے جو کہ اسی سلسلہ (کبروی) کے ایک سالک تھے کشمیری میں یوں ادا کیا ہے۔ ؎

ولو ہا عشق کے پروانہ پر زال — بہ شمع روئے جاناں جان و دل گال
سنی نادر دو سوداے مجازی — بنی ناتا حقیقت کارسازی
اَمی سمہ جھوی نزون یدو وی سرکہ راہ — کہ گک دیدار جاں ادہ لوم رک زاہ
(مترجم)

اے عزیز جان اے اس راہ پر بعض چلنے والے اجتہاد پر سابقہ کشف ہونے سے محجوبوں کے درجے میں رہتے ہیں (عقلی اجتہاد کرنا سلوک راہ الٰہی میں حجاب پیدا کرتا ہے چنانچہ حدیث اَلعِلمُ حِجَابُ اللّٰہِ الاکبر اسی کی طرف اشارہ ہے مترجم) بعض طالبان کا گروہ ماسبق جد و جہد کی وجہ سے محجوبوں کے درجہ میں رہتے ہیں۔ حجبی اور محجوبی کی نسبت محب کی ذات کی لازمی باتوں اور لواحق میں سے ہے اور محبت کی حقیقت اپنی ہی خاص ذات میں تعید اور تنزہ (قید ہونے یا آزاد ہونے) سے آزاد اور پاک ہے، اور اسکے فیض کے آثار تمام محبوں کو پہونچتے رہتے ہیں اگر محبت کا سورج عنایت کے آسمان سے وجود کے صحرا پر نہ چمکتا کوئی محب جد و جہد کے میدان میں طلب کرنے کی خواری میں وصل کے ہما کے سایہ کی عزت نہ پاتا اگر عاشق کے آثار کی سرایت عاشقی اور معشوق کے سزاوار آئینوں کے شامل حال

نہوتی جمال حقیقی کے سورج کی چمک محبوبیت کی عزت کی بلندی سے
محبی کی خواری کی پستی کی طرف کب رُخ کرتی اور جبکہ یہ بات عقلی
دلائل سے معلوم ہے کہ عزت۔ ناز اور افتخار محبوب کا شیوہ ہے نرمی
اطاعت اور عاجزی محب کا لباس ہے اور یہ دونو صفتیں متضاد ہیں۔
دو ضدوں کا ملنا محال ہے صرف اس ذات حقیقی کے لیے جو اضداد کا ملانے
والا ہے (محال نہیں) اور وہ محبت ہے کیونکہ اگر محبت کی تیز بجلیوں
کی کڑک ہر محب اور محبوب کا عارضی لباس اُن کے جسم سے نہ اُتاریں
کوئی محب وصال کی مجلس میں ملاپ کی شربت نہ پیتا یہی وجہ ہے کہ
اصحاب کشف محب میں محبوب کی بو پاتے ہیں اور محبوب میں
محب کی حقیقت کا رنگ دیکھتے ہیں اور محبی اور محبوبی کے لگاؤ کو
ایک مبہم امر مانتے ہیں کیونکہ کوئی محب محبت کے میدان میں عاجزی
اور نیاز کا قدم محبوب کی ظاہری اور باطنی صوری اور معنوی مجازی اور
حقیقی کشش کے بغیر نہیں رکھ سکتا ہے اور کسی محبوب نے ناز کا
جھنڈا عزت کے میدان میں بلند نہ کیا۔ مگر محب کی محبت کا لگاؤ
جان کر اور دیکھ کر۔ اسلیئے درصل ہر ایک محب محبوب اور محبوب محب ہے

یہی باریکیاں محب کے اسرار کے عجائبات میں سے ہیں۔ پھر جب محبت کا سورج وحدت کے برج سے چمکے حسب ونسب اور تعلقات کا سایہ عدم کی طرف دوڑے۔ محب اور محبوب کا پہچاننے والا دونوں میں بغیر ایک حقیقت کے کچھ اور نہیں پاتا ہے۔ (ابیات)

تو مرا مونس رواں بودی
لیک از چشم سر نہاں بودی

از تو مے یافتم خبر نگماں
چوں شدم بیخبر عیاں بودی

من خود اندر حجاب خود بودم
ورنہ با من تو درمیاں بودی

جانم اندر جہاں ترا مے جست
تو خود اندر میان جاں بودی

تو مری جاں کے رہے ہمدم
آنکھ سے دور تھے مگر ہر دم

عقل سے تیرا علم پایا تھا
تھے عیاں تم ہوا جونہی بیدم

اپنے پردے میں میں رہا محجوب
تو نے ہرگز کیا نہ مجھ سے رم

میری جاں تجھکو ڈھونڈتی ہی رہی
جاں میں تھا رواں تمہارا یم (المترجم)

تو میری جاں کے ساتھ تھے
لیکن ظاہری آنکھ سے اوجھل تھے

عقل سے میں تیرا پتا پاتا تھا
جب بیہوش ہوا تو تجھ کو نمایاں دیکھا

میں خود ہی اپنے پردے میں تھا
ورنہ تم میرے ساتھ ساتھ تھے

دنیا میں میری جان تجھ کو ڈھونڈتی تھی۔ لیکن تم میری جان کے اندر موجود تھے۔

اے عزیز جان لے کہ بعض اہل عرفاں کے نزدیک محبت کے اصول۔ اور صفات کو چند اعتبارات کے مطابق بیان کرتے ہیں مثلاً صبابہ۔ شوق۔ رمقہ۔ ومقہ۔ وُدود۔ خلت۔ حب۔ توقان عشق اور ہوی وغیرہ۔ پہلا درجہ لحظہ اور رمقہ ہے یہ محبت کا مادہ اور دوستی کی جڑ ہے اور اسکو محبت کے درجوں میں شمار کرتے ہیں اگرچہ ایسا نہیں ہے کیونکہ لحظہ اور رمقہ کو محبت کے ساتھ وہی نسبت ہے جو نطفہ کو آدمی کے ساتھ۔ چنانچہ نطفہ کو آدمی نہیں کہتے ہیں اس لئے لحظہ اور رمقہ کو بھی محبت نہیں کہتے ہیں۔ دوسرا مرتبہ ومقہ ہے اور وہ نفس ہے۔ اس کیفیت کے جاری ہونے کے لیے جو قوت مدرکہ کی حواس کی راہ سے حاصل ہوئی تیسرا ہوا وہ مودت کی ابتدا اور ظہور محبت کا پہلا درجہ ہے اور خالص محبت کے درجوں میں سے یہ صفت ہے۔ چوتھا مرتبہ وُد ہے وہ اُس راز کا ثبوت ہے جو کہ نفسانی خواہشات کے گرنے سے محبت کے باطن میں حاصل ہوتا ہے۔ پانچواں خلت وہ عاشق کے

روحانی قوتوں کے بیچ میں محبت اور عشق کا گتھ جانا اور اُن کے ساتھ آمیختہ ہونا ہے۔ چھٹا عق ہے۔ وہ محبت کے راز کو غیر محبوب کے ساتھ لگاؤ رکھنے سے آزاد کرنا ہے۔ اور مطلوب کے بغیر دوسروں نقوش سے دل کے آئینہ کو صاف کرنا ہے۔ ساتواں عشق:۔ وہ محبت کی حد سے زیادتی ہے اس لئے لفظ عشق اس بے نیاز خدا کی شان پر استعمال نہیں کرتے ہیں کیونکہ اسکی بارگاہ میں افراط و تفریط کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے لفظ عشق عشقہ سے مشتق ہے۔ وہ ایک پودا ہے جو کہ درخت کے ساتھ لپٹ جاتا ہے اور درخت کو پھل سے محروم کرکے زرد اور خشک بنا دیتا ہے۔ اسی طرح عشق عاشق کے وجود کے درخت کو معشوق کے جمال کی تجلیات میں محو کر دیتا ہے اور مٹا دیتا ہے۔ تاکہ جب عاشق کی ذات بیچ میں سے اُٹھ جائے اور ناپید ہو باقی معشوق رہے۔ اور بیچارے عاشق کو نیاز کے دروازے سے اندر لیجا کر ناز کے مسند پر بٹھا دے۔ یہی محبت کا انتہائی درجہ ہے۔

شوق۔ صبابہ۔ توقان۔ جوی۔ اشجان وغیرہ سب محبت کے لوازم اور لواحق ہیں اور اصل محبت نہیں ہیں۔ جیسا کہ برق۔

وجد۔ ذوق۔ شراب۔ ری اور سکر محبت کی ابتدائی باتوں عوارض اور لوازمات سے ہیں۔ ذیل میں ہر ایک کی طرف اشارہ کیا جائے گا اور سمجھانے اور تعریف کرنے کے خاطر مختصر طور بیان کیا جائے گا۔

اے عزیز! جان لے کہ برق عالم غیب کے باغوں کا ایک گلدستہ ہے جو کرم کے میدانوں سے عنایت کی پہلی قسط کے ذریعہ کمالات روحانی میں مجاہدہ وجہد کرنے والوں کی جانوں تک پہونچتا ہے۔ اور ناسوتی حقیقتوں میں وجد سے پیچھے ظاہر ہوتا ہے۔ وجد سے مراد وہ غیبی وارد (قلبی حالت) یا اثر محبت یا اسکا ماحصل ہے جس سے طالبوں کے دل عنایت کی تجلیوں کے آثار حاصل ہونے کی امید ہے یا اُن کے ہاتھ سے جانے کے خوف سے خوشی کی لذت اور غم کی کلفت سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ ذوق سے مراد تجلیات افعالی کی ابتدائی باتیں اور تجلیات صفاتی کے درمیانی درجہ کے اثرات کے نغموں کی شراب کا پینا ہے۔ ری سے یہ مطلب ہے کہ سالکوں کی عقل کی ملی جلی شراب کی انتہا اور عارفوں کے دل کے آئینے افعالی تجلیات کے راز کے ایما اور اشارہ سے اور صفاتی تجلیات کے انوار کے عکسوں سے فیض حاصل کر سکیں۔ سکر سے مطلب

کسی مدہوش کرنے والے وارد غیبی کا نازل ہوتا ہے۔ جو کہ غلبہ کے دبدبہ
اور حملہ سے حواس کو محسوسات کے سمجھنے اور درک کرنے سے روکتا اور
نفس کو مرغوب اور غیر مرغوب کے درمیان فرق کرنا بھلا ڈالنے والا
بنتا ہے اور ظاہری اور باطنی سکر میں فرق عقل کے نور کی کرنوں کے
نفس اور حس سے دور ہو جانے کی وجہ سے ہے کیونکہ عقلی نور کی چمک جو
طبیعت کے اندھیرے کی بیہوشی (نابودی) سے اور مزاج کی تبدیلی سے
ظاہر ہوتی ہے ظاہری سکر کا سبب ہے اور نور شہود کے غلبہ سے اسی سکر
کو سرزنش تنبیہ اور تقعید کرنا سکر معنوی کا باعث بن جاتا ہے۔
کیونکہ نور کی حقیقت یہ ہے کہ جس طرح اندھیرے کے نازل ہونے سے
نور پوشیدہ ہو جاتا ہے اسی طرح زبردست اور غالب نور کے طلوع
ہونے سے بھی چھپ جاتا ہے اور اس مدہوش کرنے والے وارد کی سلطنت
سلطنت شہود کے درمیان ہے۔ لیکن جب مشاہدہ کرنے والے کا
حال تغیر کی آلودگی سے بے خوف اور نڈر ہو جائے اور تکرار کے طور پر اور
مقام پر قرار حاصل کرنے سے سالک کا مقام بن جائے اور شہود کی حقیقت
ہمیشہ دیکھنے کی وجہ سے دیکھنے والی کی انیس بن جائے اور وجدان حاصل

تکیہ بر غیر خدا کردن بدعت است۔

کرنے والے کے وجود کے جو اس سے اجزا ہیں ان سے ہر جزا اپنے جنس کے
ساتھ رسائی سے اُنس حاصل کرنے کی وجہ سے اپنے اصل کی طرف
لوٹ جائے اور حسی اور نفسی تبدیلیوں کے دوڑ دھوپ کا میدان نورِ
عقل کی کرنوں سے روشن ہوجائے اور دوبارہ متفرقات اور محسوسات
کے درمیان فرق پیدا ہوجائے تو اس حالت کو صحو ثانی یا جمع الجمع کہتے ہیں
جب یہ ابتدائی امور واضح ہوگئے اور پایۂ تحقیق کو پہونچے اس کے اب
ابیات کی تشریح (قصیدہ میمی کے) خداوند کریم کی امداد اور اس کی یاری
سے شروع کی جائے گی (یہاں تک تو تمہید حضرت شارح رضؔ نے
لکھی ہے اب قصیدہ اور اسکی تشریح ہے۔

(متن) (۱) شربنا علی ذکر الحبیب مدامۃ
سکرنا بہا من قبل ان یخلق الکرم

(رباعی) روزیکہ مدار چرخ و افلاک نبود :: و امیزش آب و آتش و خاک نبود
بر یاد تو مست بودم و بادہ پرست :: ہر چند نشان بادہ و تاک نبود
(ملا جامی)

ترجمہ متن:- ہم نے دوست کی یاد میں ایسی شراب پی جس کے نشہ
سے ہم انگور کے پیدا ہونے سے پہلے مست ہو چکے تھے۔

ترجمہ رباعی :۔ جس دن آسماں کی گردش موجود نہ تھی اور عناصر آب وخاک و باد و آتش نہ ملے تھے۔ اے محبوب میں اسی دن سے تمہاری یاد میں مست ہو کر شراب پیتا تھا۔ اگرچہ شراب اور انگور کا نشان تک بھی نہیں تھا۔

(تشریح) اے عزیز جان لے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اور ہمیں آب عرفان کے گھاٹ پر اتارے اور ہمیں اور تمہیں یقین والوں میں سے بنائے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت اور کرم کی خواہش سے دنیا کے مختلف افراد و اشخاص کو نابودی کی تاریکی سے وجود کے صحرا میں لایا اور اپنے جمالی تجلیات کے عام کرنے سے ہر کسی کو مناسب صلاحیت اہلیت اور عزت بخشی اور اس عزت کے سرچشمہ سے ہر کسی پینے والے نے امتیاز کی لذت چکھ لی اور خاصکر تجلی رحیمی نے نوع انسان میں سے ایک بڑی جماعت کو ہدایت و ایمان کی خلعت اور عرفان کی عنایت اور بزرگی سے شرف بخشا اور وہمی عقلی اور علمی منازل کو پستی سے ذوقِ غیبی اور شہودی مدارج کی بلندی تک پہنچایا۔ چونکہ اس کمال کا حاصل کرنا نوعی صفات کے مٹانے اور ذاتی صفات معین کرنے کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ زندگی کے

منحوس لباس کو اُتارنا اور نفسی صفات کے قابو سے آزاد ہونا اُس شراب کے نشہ کے بغیر ممکن نہیں جو کہ صبح و شام حقیقی معشوق کے بخشش برسانے والی ذکر اور یاد کے نتیجوں اور ثمرات سے مودت کے دیوانوں اور محبت کے صحراؤں کے راہ نوردوں کے مذاق جان کو پہونچتا ہے۔ اس ندا ناپید اکرنے والی کی کمال حکمت نے چاہا کہ عرفاں کے گھاٹوں سے پینے والوں کی شربت پہلے قدم پر سلسبیل اور زنجبیل کی آمیزش سے ہو تاکہ طلب کے آگ کی گرمی کی تیزی سالک کے صفات کو جلا ڈالے اور پھر طلب کے میداں کے پیاسوں کی پیاس کا روگ شراب کافوری سے بجھایا جائے تاکہ لباس یقیں کے حاصل ہونے سے فَنَاءٌ مِّنْ لَّدُنْکُنْ وَبَقَاءٌ مِّنْ لَّدُنْکُنْ مشاہدہ ہو اور واردات غیبی اور باطنی رموزات کے تیز شراب کی فیض رسانی سے جمال کے مشاہدہ کے عاشقوں اور اس سیدھے راہ پر چلنے والوں کی جاں کے دماغ کو معطر ہو اور اہل جذبات کی زبان اور بیان کو جو کہ کنواری دُلہنیں (ناگفتہ اور نادیدہ رموزات) اور اسرار کے پردے میں رہنے والی پیاریاں (اسرار الٰہی جو پوشیدہ ہیں) ہیں مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ کَلَّ لِسَانُہٗ (جس نے خدا کو پہچانا اسکی زبان بند ہوئی) کی مہر سے بند

ہوجائے اور یہی تین درجے ذکر محبوب کے قریب ہیں جو محبوب کے عاشقوں کے شوق کی آگ بھڑکاتا ہے اور پانے والوں کے وجدان کو پورا کرتا ہے اور ایسے عشق میں سرگرداں لوگوں کے دل میں حیرت پیدا کر دیتا ہے۔ اس ذکر سے سالکوں پر امورِ غیبی اور اسرارِ الٰہی کے ظاہر ہوتے اور انوارِ الٰہی کے دیکھنے کا ثمرہ مطلوب ہے نہ کہ ایسی باتیں جو عام لوگوں میں مشہور اور رائج ہیں پس چوتھے درجے میں دوسروں کو کامل بنانے والے ولیوں کے وجود کے درخت جو کہ عنایت کی درگاہ کے نزدیک اور مقرب دربار اور ولایت کے میدان کے بلند مرتبہ لوگ ہیں روحانی رازوں کی نزدیکی کی خوشبودار ہواؤں کے چلنے سے اور وحدت کے زرِ خالص کے پرکھنے سے فطری امراض میں مبتلا لوگوں کو درست بنانے اور حیوانی آلودگیوں میں ڈوبے ہوئے لوگوں کو منوانے اور پاک کرنے میں بارآور ہو جاتے ہیں اس درجہ پر ہو چکنے وجود ہی نہیں رہتا ہے۔ کیونکہ اس مقام کی درستی وجودِ حقیقی کے ظہور کی کھوج لگانے اور ذاکر کے وجود کی مذکور کی حقیقت میں کھو جانے سے وہمی ہستی کو مٹانے کے بعد ہو جاتی ہے۔ ان تمام باتوں سے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ شرابِ زنجبیل کا ذوق لسانی ذاکروں (اور اذ

وظیفہ خوانوں) کا تحفہ ہے اور شراب کافوری کے پیالے ارباب قلوب
کی قسمت میں آئے ہیں اور سربمہر شراب خالص کے گھونٹ روحانیوں
کی ضیافت اور مہمانی ہیں کیونکہ شرب سے اس جماعت کا مطلب وجود
کے درجوں کے افراد و اعیان کے قبول کرنے اور اُن کے خدا کی ذاتی۔ صفاتی
اور افعالی تجلیات کے فیض کی ہمیشگی ہے اُن کی صلاحیت اور اہلیت
کے مطابق عالم افعال کے منازل۔ صفات کی بلندی کے مدارج اور ذات
کی بزرگی کے مراتب سے ہے تاکہ یہ باریکیاں ملکوتی اسرار کے کمالات اور
جبروتی انوار کے ظاہر ہونے کی باعث بن جائیں میدان حقیقت کے
مبارزاں اور مجاہدوں اور طریقت کے کوچے میں تیز دوڑنے والوں نے
یہ شراب مظاہر عنصری اور مناظر بشری میں الست کی محفل میں
مشیت ایزدی کے ساقی کے ہاتھ سے نوش کیا اور اس شراب کی مستی
دنیوی شادمانی اور شادکامی میں ظاہر ہوئی اور اس نشہ اور سکر کو
آخرت کے وطن میں بجھانے والا بغیر شربت موعود یعنی وصال کے اور
کچھ نہیں۔ بیت

اے ساقی ازاں مے کہ دل و دین منست ۞ پیچو نیم کن کہ مستی آئین من است

نفریں توخوشتر زدعائے دگری :: زیراکہ دعائے غیر نفرین من است

یعنی اے ساقی اس شراب سے مجھے مدہوش بنا جو کہ میرا دل (ایمان)

اور دین ہے کیونکہ میں نے ہستی کو آئین بنالیا ہے (ظاہری زندگی کو ہی میں

سب کچھ سمجھتا ہوں) تمہاری بددعا دوسرے کی دعا سے مجھے بھلی لگتی

ہے۔ کیونکہ دوسری کی دعا میرے حق میں دعائے بد ہے۔

عربی قصیدہ کے بیت کے لفظی معنی ذیل میں ہیں۔

اپنی دوستانہ مجلس میں ہم نے دوست کی یاد میں وہ شراب پی جس

سے کہ ہم مست ہوئے بلکہ اس کی خوشبو سے کھو گئے اور یہ حالت

ہماری انگور کا درخت پیدا ہونے سے پیشتر تھی اور شراب کا مادہ شور و

شر سے بھرا تھا

(متن) لها البدر کاس وهی شمس یدیرها
هلال وکم یبدو اذا مزجت نجم

(رباعی) ما ہے است تمام جام مے مہر منیر :: واں مہر منیر را ہلال است مدیر

صد اختر رخشندہ ہویدا گردد :: چوں آتش مے ز آب شود لطف پذیر

(جامی)

(ترجمہ متن) اس شراب کا پیالہ ہمیشہ ماہ تمام ہے اگرچہ خود آفتاب فیض

نہ بیے اور شفاف ہونے میں ہے اور اسکو ہلال کی انگلی ساقی کی طرح
پھراتی ہے اور پانی کے ساتھ ملانے کے وقت بلبلوں کی صورت میں
چمکتے ہوئے تارے پیدا ہوتے ہیں

ترجمہ رباعی :- پیالہ بدر کامل ہے اور شراب آفتاب رخشاں ہے
اور اس چمکتے ہوئے سورج کو ہلال گردش میں لاتا ہے - جب شراب
کی آگ پانی سے لطافت پاتی ہے سینکڑوں چمکتے ہوئے ستارے اس
سے پیدا ہو جاتے ہیں

(شرح) ھما کی ضمیر مدامہ کی طرف پھرتی ہے بدر مبتدا ہے اور
کاس اسکی خبر - وہی کی واو حالیہ ہے یدیرہا کی ضمیر شمس کی طرف
پھرتی ہے - ہلال اور نجم یدیرہا اور پیدا کے فاعل ہیں پھر اس
شعر کے معنی یوں ہوئے :- پورا چاند شراب کا پیالہ ہے حالانکہ وہ
سورج ہے جسکے گرد ہلال گھومتا ہے اور اکثر جب شراب کے ساتھ
پانی ملتا ہے تو اس ستاروں کی صورت میں بلبلے اٹھتے ہیں اور
ساقی کے ساتھ ہلال کی تشبیہ اسلیئے ہے کہ وہ اہل مجلس میں پیالے
کو پھراتا رہتا ہے - ناظم کا مطلب ان باتوں سے خارجی اعیان ہیں

اور ممکن ہے کہ اسی عبارت سے وہ حقائق نفسی چاہتا ہے پہلے فرضیہ کے مطابق (خارجی اعیان کے مطابق) بدر سے مراد روح محمدی صلعم ہے۔ جو آفتاب احدیت کا مظہر اور حقیقی محبت کی حقیقت کا برتن ہے اور ہلال سے حضرت علی مرتضےٰ رضؓ مراد ہے۔ جو ذوالجلال کی محبت کی شراب کے پلانے والے اور امیدوں کے میدان کے پیاسوں کو وصال کے سرد و شیریں گھاٹ پر اتارنے والے ہیں۔ جیسا کہ سرکار دو عالم صلعم نے فرمایا ہے اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا۔ میں علم کا شہر ہوں اور علی رضؓ اس کا دروازہ ہے جس طرح ہلال چاند کے بغیر نہیں بلکہ اسی کا ایک حصہ ہے۔ اسی طرح شاہ ولایت رضؓ کو سردار انبیا صلعم کے ساتھ ایسی ہی نسبت اور تعلق ہے جیسا کہ احادیث نبوی صلعم میں متواتر آیا ہے خُلِقْتُ اَنَا وَعَلِیٌّ مِّنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ۔ عَلِیٌّ مِّنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ مجھے اور علی رضؓ کو ایک ہی نور سے پیدا کیا گیا۔ علی رضؓ مجھ سے ہے اور میں علی رضؓ سے ہوں سرکار دو عالم صلعم کے دینی اور راہ خدا کے احکام اور حضرت مرتضےٰ رضؓ کے اقوال کو آمیزش سے اکابر اولیا کے ذوق کے گھاٹ (سلاسل صوفیہ) کے سوتے ظاہر ہوئے اور جو سرور انبیا صلعم نے سرور اولیا رضؓ کی شان

میں فرمایا ہے انا و انت ابوا ھذہ الامتہ میں اور تم اس امت کے
باپ ہیں" سے اسی مضمون کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اسرار توحید کے منبع اور
انوار تحقیق کے مطلع وہی ہیں اور تمام اہل کشف و شہود کے اسرار کے درجات کے
کمال کا حاصل کرنا انہی کے سرچشمہ سے تھا۔ اسوقت ہے اور آیندہ بھی ہوگا
ایک اور حدیث میں آیا ہے اَنَا الْمُنْذِرُ وَعَلِیٌّ الْھَادِیْ وَبِکَ یَا
عَلِیُّ یَھْتَدِی الْمُھْتَدُوْنَ۔ میں ڈرانے والا ہوں اور علی ہدایت
کرنے والا۔ اے علی تجھ سے ہی ہدایت پانے والے ہدایت پاتے ہیں۔
جب یہ راز تجھ پہ روشن ہوجائے تو جان لے گا کہ ہر دل کے نور کی روشنیاں
حضرت علی رضہ ولایت کے چراغ سے ہی دی گئی ہیں

دوسرے اندازہ کے مطابق بدر سے روح قدسی مراد ہے جو کہ نسبت
کے درجہ میں اسرار ملکوتی اور جبروتی کی حقیقت کا مرکز ہوتا ہے اور منبع
لاہوتی سے اور مقام خلافت میں اس فیض کے نشانات اور ثمرات عالم
شہادت میں بسنے والوں اور سعادت کے راستے پر چلنے والوں تک
پہونچتا ہے۔ ان فیوض کا حصول حقایق ناسوتی کے کمالات کے ظاہر
ہونے اور حالات رغبوتی کے پیدا ہونے کا سبب ہے اور ہلال سے دل

مراد ہے جو روح انسانی کی راز کی خوبی اور نفسانی قوتوں کو پرورش دینے والا ہے۔ اسرار قدسی کے شراب کے پیالیوں کو قوای انسانی کی حقیقتوں کی مجلس میں وہی پھیلانے والا ہے۔ مشاہدات قدسی کے اخبار کے آثار اور انس کے دسترخوانوں کے شراب کے ہمایوں کی خوشبوئیں روحانی تبدیلیوں اور قلبی خصوصیات کے ذریعہ آمیزش پاتی ہیں اور ان تمام سے انواع واقسام کے اعمال کی باریکیاں اور احوال کے ستاروں کی حقیقتیں وجود میں آتی ہیں۔ بیت

تجلیٔ جمالش را مظاہر در وجود آرد

ولے چوں پردہ بکشاید عدم بر مظہر اندازد

اسکے جمال کے تجلی کو مظاہر وجود میں لاتے ہیں لیکن اگر پردہ اٹھا دے تو مظہر پر عدم کا پردہ چھائے گا۔

(متن) فلولا مشذ اھا ما اھتدیناالحانہا

ولولا سناھا ما تصورھا الوھم

رباعی گر رہبر مستاں نشدے نکہت مے بمشکل بردے کسے سوے میکدہ پے

در چشم خرد نیافتے نور نشے گر درک حقیقتش توانستے کے

(جامی)

(ترجمہ متن) اگر شراب کی خوشبو اور دل کش شمیم دماغ کو معطر نہ کرتی اس کے خمخانہ تک ہیں رہ اسنی کا راستہ طے نہ کر سکتا اور اگر اسکے نور کے لمعات اور اسکے ظہور کا پرتو روشن نہ ہو جاتا ہیں وہم کے قدموں سے اسکی حقیقت کے تصور کا راستہ چل نہ سکتا۔

(ترجمہ رباعی) اگر شراب کی خوشبو مستوں کی رہبر نہ بن جاتی۔ کسی کا میکدہ کا سراغ پانا مشکل تھا اور اگر عقل کی آنکھ اس سے روشنی حاصل نہ کرتی۔ اسکی حقیقت کو نہ دیکھ سکتی۔

(شرح) شذا پاکیزہ بو کو کہتے ہیں اور حان شراب فروش کی دوکان اور شعر کے چاروں کلموں ہیں ضمیر مونث مدامہ کی طرف پھرتی ہے الوہم انوار جمال مطلق کا فاعل ہے۔ چاہتا ہے کہ اسکی تجلی کے پرتو وجود کے ذرات کے آئینوں پر چمکا ئے اور ہر شخص کو دنیاوی اشخاص ہیں سے اس جمال کے عکس کے اثر سے تصور ہو اسلیے اس شعر کے معنی یوں ہو سکتے ہیں کہ ولا اریحہ . . . . لطافتہا

(اگر اس شراب کی خوشبو نہ ہوتی تو میں اسکے شراب خانہ تک راہ پاتا اور اگر اسکی روشنی نہوتی تو اسکی انتہائی لطافت کی وجہ سے اس کے

تصور کرنے کی طاقت وہم کو نہ ہوتی۔

اے عزیز جان لے کہ حانؔ سے مراد مقام محبت ہے اور پاکیزہ بو

سے کمالی آثار حاصل کرتا ہے اگر اُس جمال کے اثر کا دبدبہ نفسی قلبی اور

سری آئینہ پر ظاہر ہو جائے تو وہ حقیقت جو ان معانی کی حامل ہو۔

اس کو حسن سیرت کہتے ہیں۔ اگر یہی جسم اور قالب کی نزاکت کے صفحات

کی سطح پر روشن ہو جائے تو اسکو حسن صورت کہتے ہیں۔ کیونکہ اس

روشنی کا اثر فصاحت کا نتیجہ بخشتا ہے اور اس کا ظہور صباحت کا پھل

دیتا ہے اور حسن و جمال کی پاکیزگی۔ رخسار کی نمکینی۔ تل کی موزونیت

آنکھوں کی دلفریبی۔ ابرو کا ہلال خوبرویوں کی صورتوں میں اسی جمال

کے ثبوت ہیں جیسا کہ ناظم کہتا ہے شعر و ما ذاک ..... تجلب

(وہ شراب حقیقت سوائے اسکے کچھ نہیں کہ اگر وہ ظاہری مظاہر میں

ظاہر ہو جائے تو لوگ اسکو وہ حقیقی شراب تصور نہیں کرینگے)

پس حان سے جو کہ خوشبو کا منبع ہے جمال مطلق مراد ہے۔ اور شذاؔ

جمال مقید کی طرف اشارہ ہے۔ مجاز کو حقیقت کی طرف ایک بڑا پُل

جاننا چاہیے جمالی تجلیات کے راز وجود کی تختیوں کے جلوہ گاہوں

پہ اے عزیز بڑھتے رہ اور منازل حقیقت کی سیر میں جد و جہد کے قدموں
سے کوشش کر۔ جمال غیبی کا چہرہ ہر نالایق انسان کے تصور آنکھ سے
پوشیدہ رکھ۔ بیت

ایں سر نہ زہر سرے تواں یافت :: تا نور یقیں کرا نہادند
ہر کس کہ بصورت آدمی شد :: خاصیت آدمی ندادند

یہ راز ہر ایک سر سے (یعنی آدمی سے) نہیں پا سکتے ہیں جب تک
کہ اس سر میں نور یقیں نہ رکھا گیا ہو۔ ہر کسی کو جو شکل و صورت کے لحاظ
سے آدمی بنا۔ آدم کی خاصیت نہیں دی گئی۔

(متن) وَاِن ذکرت فی الحی اصبح اهله
نشاوی و لا عار علیهم و لا اثم

(رباعی) آن مے خواہم کہ عقل در وے مست شود :: سر رشتۂ اختیارش از دست شود
مطرب چو بوصف او سخن آغاز کند :: ہر زندہ دلے کہ بشنود مست شود
(جامی)

ؔ ہرگز مئے عشق را خمارے نبود :: یکدم ز آں مے مرا کنارے نبود
جز مے خوردن مرا چو کارے نبود :: بارے ز آں مے کہ عیب و عارے نبود ؔ

(عربی بیت کا ترجمہ) اگر اس شراب کا ذکر ایسے قبیلے میں جو کہ اقبالمندوں

اور زندہ دلوں کا قبیلہ ہو گیا جائے بیشک اس قبیلے کے لوگ مست
ہو جائیں اور نشہ کی شدت سے بے قابو ہو جائیں۔ حالانکہ اس
مستی سے انکو نہ کوئی شرم ہوگی اور نہ شراب خواری میں کوئی گناہ
(فارسی اشعار کا ترجمہ) میں وہ شراب چاہتا ہوں جس سے کہ عقل
مست ہو کر بے قابو ہو جائے۔ گویا اگر اسکی تعریف شروع کرے۔
ہر زندہ دل جو سنے مست ہو جائے۔ عشق کی شراب کو نشہ ہرگز نہیں
اور میں اس سے ایک دم بھی الگ نہیں رہنا چاہتا ہوں۔ جب مجھے
شراب پینے کے بغیر کوئی کام ہی نہیں تو اس شراب خواری میں کیا شرم
ہو سکتی ہے

(شرح) ذکرت کی ضمیر مؤنث مدامہ کی طرف اور اہلہ کی ضمیر
حیّ کی طرف راجع ہیں اور نشوہ اول درجے کا سکر ہے معنی یوں ہوئے
(اگر کسی قبیلے میں مدامہ کا ذکر کیا جائے تو اس کے سننے کی لذت سے
قبیلے کے لوگ مست ہو جائیں اور اس سے انکو کوئی شرم یا گناہ لاحق
نہ ہوگا) حیّ سے مراد بنی نوع انسان کا گروہ ہے جو کہ ذات الٰہی کے عرفان
کی باتوں کی زندگی سے موصوف ہے اور اس ذات نامتناہی کے تصرفات

اور حالات کی حقیقتوں کے سمجھنے اور پانے کے لیے مشہور ہے۔ اہل
سے مراد جسمانی اور روحانی قوتیں ہیں۔ ذکر جہری۔ قلبی۔ سری۔ یا
روحی ہوسکتی ہے۔ ذکر جہری قوت سامعہ کے ذریعہ قوائے حسی کی نشوو
نما کرتی ہے۔ ذکر قلبی قوت حافظہ کے حاظر کرنے سے قوائے نفسی کی صفائی کی
منبع ہے۔ ذکر سری قوائے روحانی کو قوائے متفکرہ کے ذریعہ عرفاں کے صاف و
خوشگوار سرچشمہ پر پہونچانے والی ہے۔ ذکر روحی حیات علمی کے
انوار کی مطلع ہے۔ اور اس کا نفوذ غیبی مناجات کے مطابق ہے۔ جوکہ
قابلیات اور استعدادات کے طلب کرنے کی زبان ہے۔ پس ذکر صوری
کا ذوق طالبوں کے راستہ میں آرام کی جگہ اور خورد و نوش کی چیز ہے اور
ذکر قلبی کا نشہ سالکوں کے چراغ یا صبوحی پینے کے پیالے کا نور ہے۔
ذکر سری کی مدہوشی عاشقوں کے معراج کا براق ہے اور ذکر روحی کی
مستی عارفوں کے لیے کشایش اور فتوح کی چابی ہے۔ مختصر یہ کہ جسطرح
حواس ظاہری میں سے ہر ایک کو سکر و لذت کا ایک مشرب ہے جوکہ
عالم شہود کے اقسام میں سے کوئی قسم ہے جیسے کہ قوت باصرہ کی لذت
رنگوں اور شکلوں کے دیکھنے سے ہے اور قوت سامعہ کو آوازوں اور

گیتوں کے جو کہ نرم اور دلکش ہوں سننے سے لذت حاصل ہے قوت ذائقہ کو کھانوں کے سمجھنے سے لذت ملتی ہے۔ اسی طرح قواء باطنی میں سے ہر ایک کے لذت اور سکر کے منبع کے حاصل کرنے کے لیے غیبی حقیقتوں میں سے ایک نہ ایک حقیقت اور ملکوتی اسرار میں سے کوئی نہ کوئی سر اور راز ہوتا ہے جس کا ظہور عرفان کی شراب پینے والوں کے گناہ اور شرم مٹا ڈالتا ہے اور احسان کے انوار کے عاشقوں کے افتخار اور عزت کو ثابت اور برقرار رکھتا ہے۔

(متن) ومن بین احشاء الدنان تصاعدت
ولم یبق من حقیقتها الا اسمہ

(رباعی) دردا کہ حریف دردی آشام نماند ؛ وز بادہ نمے در قدح وجام نماند
کردا ز دل خم ز لطف مے میل عروج ؛ در خمکدہ ہا از و بجز نام نماند

(ترجمہ متن) وہ شراب مٹکوں کے اندر سے اوپر کو چڑھتی گئی یہاں تک کہ علوی مقامات کی طرف میلان کرنے سے سفلی گڑھوں سے بہت دور ہوئی اور لوگوں میں بغیر نام کے اس کا کوئی اثر باقی نہ رہا

(ترجمہ رباعی) افسوس کہ تلچھٹ پینے والا کوئی دوست نہ رہا اور

پیالے میں شراب کی تری بھی نہ رہی ۔ شراب کی نزاکت کی وجہ سے شراب نے اوپر جانے کا میلان کیا اور شراب خانوں میں شراب بغیر نام کے کچھ نہ رہا۔

(شرح) تصاعدت کے معنی مجازاً کے طور پر ظہرت ہوں گے۔ اور اسکی ضمیر مدامہ کی طرف راجع ہے اور منہا کی ضمیر ان حقایق کی طرف پھرتی ہے۔ جو دنان سے ظاہر ہیں اور اس طرح شعر کے معنی یوں ہوئے یہ شراب مٹکوں کی انتڑیوں میں سے اُبلنے اور جوش کرنے لگی اور پھر پینے والوں کے ذوق میں پوشیدہ ہوئی یہاں تک کہ دراصل اس میں سے بغیر اسکے نام کے کچھ بھی باقی نہ رہا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس شراب کی حقیقت نے پینے والوں کی بواطن کے مٹکوں سے جوش کیا۔ اور اسکے اثرات کی حقیقتیں اولیا کے چہروں کے صفحات اور اصفیا کی زبانوں کی بعجونوں پر طالبوں کی تربیت اور غافلوں کی تنبیہ کے لیے ظاہر ہوئیں۔ خوشبو کی انتہائی نزاکت اور لطافت سے قابل لوگوں کی صلاحیتوں کے مشام میں نافذ ہوئیں اور اشخاص (خاص) کی خصوصیتوں میں پوشیدہ ہوگئیں۔ اُن تبدیلیوں سے ہونے والی اسکی کیفیت سے

بغیر نام کے اور کچھ نہ رہا ہو لوگ اس بیت کو ولایت کے انکار پر محمول
کرتے ہیں (وہ غلطی پر ہیں) یہ انکی نظر کا قصور ہے کیونکہ کشفی اور نقلی
دلائل سے ثابت ہوا ہے کہ ہر زمانہ میں ایک گروہ جو عنایت الٰہی سے
مخصوص اور خداوندی الطاف کے پانے والے ہوتے ہیں اقطاب۔ افراد
اوتاد۔ اور ابدال وغیرہم ہیں سے موجود رہتے ہیں جنکے وجود دنیا ئے
فانی کے نظم ونسق کے موجب ہیں اور جن کے پاکیزہ انفاس آفات
سماوی کے رد کرنے والے ہیں حضرت نبی کریم صلعم کا فرمان اسی مضمون
کا شاہد ہے۔ لَا یَزَالُ مِنْ اُمَّتِیْ عَلَی الْحَقِّ ظَاھِرِیْنَ لَا
یَضُرُّھُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰہِ (میری امت میں ہمیشہ ایک
جماعت ہوگی جو حق پر ہوگی انہیں کوئی ضرر نہیں پہونچا سکتا جب تک
کہ خدا کا امر نہ آئے اس قوم کے ضعف تصور کا یہ ثبوت ہے کہ ناظم کے
زمانے میں کاموں میں سے مشہور اصحاب میں سے چند مثلاً شیخ سعد الدین
حموی رح شیخ سیف الدین باخرزی رح اور شیخ شہاب الدین سہروردی رح
اور شیخ نجم الدین رازی رح المعروف بہ دایہ موجود تھے کہتے ہیں کہ ناظم
(ابوحفص فارسی) چھ مہینے مصر کے ملک میں جامع ازہر میں معتکف تھا اور

شیخ محی الدین عربی رح اوپر والے طبقہ میں انہوں دونوں اعتکاف میں تھے اور دونوں میں ملاقات نہوئی۔ اور انکار کرنے والے کا مدعا یہ

ہے کہ وہ زمانہ ولایت کے ظہور کا ابتدائی زمانہ تھا پس ناظم نے ظہور کے زمانہ میں ظہور کا انکار کیا ہوگا۔ یہ ناممکن ہے بیت

ترا گر دیدۂ احول بنودے :: حدیث آخر واول بنودے

ترا از صحبت خود کار خام است :: وگرنہ ظاہر و باطن کدام است

اگر تو بھینگا نہ ہوتے تو اول و آخر کی باتیں نہوتیں۔ تمہارا کام اپنی ہی صحبت سے خام ہے ورنہ ظاہر و باطن کیا ہے۔

(متن) وان خطرت یوما علی خاطر امرء

اقامت بہ الافراح وارتحل الھم

(رباعی) از بادہ عشق غصہ برباد شود :: ویران شدہ حادثہ آباد شود

بر خاطر غمگیں گذرد شاد شود :: زاندوہ و غم زمانہ آزاد شود

(جامی)

(ترجمہ متن) اگر کبھی کسی آزاد جوانمرد کے دل کے میدان میں اس شراب کی یاد پیدا ہو تو اس میدان سے سفر کرنے والے یعنی شادی اور راحت ٹھیرنے کا ارادہ کریں اور اس حرم (دل) کے مجاور یعنی غم اور

رنج وہاں سے کوچ کا نقارہ بجائیں۔

(ترجمہ رباعی) عشق کی شراب سے غم تباہ ہو جاتا ہے۔ وارداتِ دنیا سے جو تباہ ہوا ہو۔ وہ آباد ہو جاتا ہے۔ اگر غمگیں کے دل پر (اسکی یاد) گذرے۔ زمانے غم و غصہ سے آزاد ہو جاتا ہے

(شرح) خاطر سے قلب مراد ہے اور یہ اسم حال سے محل کا نام کرتا ہے اور اس کا فاعل مدامہ ہے اور ضمیر بہ میں باء سببیت کے لیے ہے اور ارباب کشف و شہود کے پاس روز سے وقت مراد ہے جیسے آن کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر دل کی صفائی کے اوقات میں سے کسی وقت قدسی اور روحانی بلندیوں کی فضا سے پاکیزہ ہواؤں میں سے ایک جھونکا اور مشاہد انسی کی لطافت والی خوشبو اور ٹھنڈی ہواؤں سے ایک جھٹکا روحانی شراب خانوں کے مستوں کے دلوں کے باغیچوں اور قرب رحمانی کے ہمسایگی کے وطنوں سے دور شدہ لوگوں پر گذرے۔ فراق کی محنت اور غم کا خمیازہ وصال کے صاف اور ٹھنڈے پانی کے پیالوں کی فرحت میں تبدیل ہو جائے چنانچہ ناظم کہتا ہے۔

لهادى اصيل كله ان تبسمت - او ايله برد

بحسى - وان رضيت عنى فعمرى كله - او ان

الصبا طيبا وعصر الشيب‘‘

جس وقت وہ محبوب مجھ سے راضی ہوتا ہے تو زلال وصال سے

مست ہوجاتا ہوں تو میری نسیم صبح (جوانی کا آغاز) اور شام عمر

(بڑھاپے کا زمانہ) خوشبو جیسا بن جاتے ہیں۔

(متن) ولو نظر الندامان ختم انا بها

لاسکرهن دو نها ذالك الختم

(رباعی) یارب چہ مے است اینکہ بود ہموارہ ؛ در آعہ پرہیزم از و صد پارہ

گر مہر خمش را نگرد مے خوارہ ؛ بے بادہ شود مست از ان نظارہ

(ترجمہ متن) اگر اس شراب کے برتن کی مہر کو انجمن محبت کے رفیق اور

عشق و محبت کے ایوان میں رہنے والے دیکھ پائیں بے شک وہ مست

ہوجائیں گے بغیر شراب پینے کے صرف مہر کے دیکھنے سے ہی

(ترجمہ رباعی) اے خدا یہ کیسی شراب ہے کہ ہمیشہ میری پرہیزگاری

اور کرتوں کے پرخچے اڑ جاتے ہیں اگر اس مٹکے کی مہر کو شراب پینے

والا دیکھے تو اس مُہر کو دیکھنے سے ہی شراب پیئے بغیر وہ مست ہو جائیگا۔

(تشریح) انداما مجلس شراب کے رفقاء کو کہتے ہیں اور یہ ندیم

کی جمع ہے اور اس موقعہ پر دون کے معنی بغیر کے ہیں اور اسکی ضمیر مدامہ

کی طرف راجع ہے۔ یعنی اگر صاحب دل اور کشف و کرامات والے

بزرگ جو کہ زلال کمال کو پینے والے ہیں اور وصال کی مجلس کے دیکھنے

والے ہیں دل کی آنکھ سے اس مخفی خزانہ کو دیکھ لیں جو کہ اس کے مٹکے

کی مُہر ہے تجلیات جمالی کے انوار کے ایک پر تو کا ظہور اُن تمام کی ہمتوں

کے اُڑان کے قاعدوں کو حیرت اور سراسیمگی کے سمندر میں ڈبو دے۔

اے عزیز! جب ظاہری حسن و جمال جو کہ جمال حقیقی کے انوار

کے شعاعوں کا ایک پرتو ہے باوجود ہزاروں مراتب جسمانی اور روحانی

سے پستی میں آمد و رفت کو عبور کر کے اور ہجراں کی محنتوں سے ہر ایک

مرتبہ سے دوری اور کدورت کے آثار کے ساتھ ہو کر اور تاریک اور

غلیظ مظاہر سے مل کر جب اپنی حقیقت کو ارباب عقل کے سامنے جلوہ

کر دیتا ہے اُن تمام کے عقلوں اور نفسوں کو خیرہ، پاگل اور بیہوش

بنا دیتا ہے اور اُن کے جانوں کو محبت کی گھاٹی میں لگاتا ہے۔ یہاں پر

یہ جاننا چاہیے کہ جمال مطلق کی حقیقتوں کو نہ دیکھنے والوں اور تحقیق شدہ (ثابت شدہ) کمال کی چوٹی تک پہونچنے والوں کا ذوق حیطہ بیان و گفتار میں نہیں آسکتا ہے اور کسی کی عقل کی ترازو کی زبان سے اسکو تولا نہیں جاسکتا ہے۔ (بیت)

حرف عشق از سرِ زباں دور است :: شرح ایں آیت از بیاں دور است

ہر خسے کے رسد بمعنی عشق :: طالب کام زیں نشاں دور است

(ترجمہ) عشق کی بات زباں کے سرے سے دور ہے اور اس آیت کی تشریح بیاں سے دور ہے۔ ہر کمینہ عشق کے معنی کو کب سمجھ سکتا ہے۔ کامیابی کا طالب اس جھنڈے اور نشان سے دور ہے

شعر: ولو نضحوا منها ثری قبر میتہ
لعادت الیہ الروح وانعش الجسم

(رباعی) عاشق بنواند کہ زمے پرہیزد :: خاصہ زمیے کہ شورِ عشق انگیزد

یک جرعہ بخاک ہر کہ زاں مے ریزد :: جاں در تنش آید ز لحد برخیزد

(جامی)

(ترجمہ رتن) اگر ندیم اس شراب کا ایک قطرہ کسی مردے کی نمناک قبر پر چھڑکیں بے شک جسم سے نکلی ہوئی جان جسم میں واپس آجائے گی اور

اسس کا گرہ ایرا جسم جان کے واپس آنے سے پھر تندرستی اور خوشی کی

حرکت میں آجائے گا

(ترجمہ رباعی) عاشق اس شراب سے پرہیز نہیں کر سکتا ہے۔ خاصکر

اس شراب سے جس سے عشق کا جنوں پیدا ہوا گر کسی مرے ہوئے کی قبر پہ

اس شراب کا ایک قطرہ چھڑکے۔ اسکی جان جسم میں واپس آئے گی اور

وہ قبر سے اُٹھ جائے گا۔

(شرح) نفخ پانی چھڑکنے کو کہتے ہیں۔ ثرا ے نمناک مٹی کو انتعاش

اٹھنا۔ پہلی ضمیر مدامہ کی طرف پھرتی ہے۔ دوسری میت کی طرف۔

الروح والجسم عادت اور انتعش کے فاعل ہیں پھر معنی یوں ہوئے اگر

زلال عرفاں کے پینے والے جو مجلس شہود کے ندیم ہیں۔ عنایت کے پیالے کا

ایک قطرہ اور ہدایت کے چراغ کا پرتو جو کہ دل و جاں کی زندہ کرنے والا اور

نفس و جسم کو روشن کرنے والا ہے غفلت و جہالت کے مزار کے کسی غافل مُردے

پہ چھڑکیں وہ معنوی حیات پا کر زندہ ہو جائے گا اور روح عرفانی کی خوشبو

اور خنکی کی مدد سے جہالت اور ناامیدی کی قبر سے نکل آئے گا۔ مطلوب کے نہ پانے

کے افسوس کی آگ اسکے جذبہ طلب میں تقویت پیدا کرے گا (بیت)

نو آن انفاس رحمانی کہ جانہا از نہ مت یابند
نو آن دریاے غفرانی کہ مے شوئی خجالتہا۔

تو وہ رحمانی انفاس ہو جن کے اثر سے لوگ جانیں پاتے ہیں۔ تو وہ مغفرت کا دریا ہے کہ تمام خجالتوں کو دھو ڈالتا ہے۔

(متن) وبوطرحوا فی حالط کرمها
علیلاً وقد اشتفی لعاهۃ السقم

(رباعی) گر مست مے عشق ببازار رود :: از دیدنش اندوہ خریدار رود
درسایہ دیوار زرے کاں مے ازو ست :: بیمار ئے مرگ از تن بیمار رود (جامی)

(ترجمہ متن) اگر ایسے بیمار کو جو کہ بستر مرگ پر پڑا ہو اس دیوار کے سایہ میں جو کہ اس شراب کی مہربانی سے گھرا ہو مٹا دیں بحالیکہ وہ قریب المرگ ہو تو بے شک اس دیوار کے سایہ میں اسکی کمزوری بیماری اور سخافت دور ہو جائے گی

(ترجمہ رباعی) اگر عشق کا متوالا بازار جائے اسکو دیکھنے سے بیمار کا غم غلط ہو جائے۔ اس دیوار کے سایہ میں جس پر وہ انگور کی بیل جڑی ہو جس سے وہ شراب بنی ہے مرگ کی بیماری بیمار کے جسم سے جاتی

رہے گی۔

(شرح) اشفی کے معنی ہلاکت سے آزادی علیلاً طرحوا کا مفعول ہے اور اشفی کی ضمیر علیل کی طرف راجع ہے۔

اے عزیز جان لے کہ اصل میں شراب ایک کامل مکمل ہما کا سایہ ہے اور حافظ مرشد کا جسم ہے۔ جو حقائق اور اسرار کا بھر پور خزینہ اور معارف انوار کا مٹکا ہے۔ کرم سے مطلب صاحب کشف کا دل ہے جو کہ خطاب حکمت کا مورد اور شراب محبت کا منبع ہے۔ علیل سے مراد غافل محجوب اور مفلس محروم ہے۔ یعنی اگر کوئی مریض غفلت اور محرومی کی وجہ سے اور کوئی بیمار جہالت اور زیانکاری کی بدبختی کے باعث سراسیمگی۔ جہالت اور دوری کے اندھیرے میں ابدی ہلاکت کے نزدیک پہونچا ہو۔ جب وہی ولایت کے بزرگوں میں سے کسی کامل ہما کے سایہ میں اپنا وطن بنائے اور اس صاحب دولت کے انفاس کے روشنی کی مدد سے شک و جہالت کے اندھیرے سے نکل کر نور یقین کے وسیع فضا میں اسرار زین کے کمالات کے نور کے مشاہدہ سے مزین اور آراستہ ہو جائے (بیت)

جانا نہ مے عشق یکے قطرہ بدل دہ ؛ تا در دو جہاں یک دل بیمار نماند

اے محبوب عشق کی شراب سے ایک قطرہ دل میں ڈال تاکہ دو نو
عالم میں ایک دل بھی بیمار نہ رہے

(متن) ولو قربوا من خانها مقعداً مشی
وینطق من ذکری مذاقتها البکم

(رباعی) آن مے خواہم کہ سالک ماندہ بجاے :: یا بدز ہوائے قرب او قوت پائے
ور گنگ کند تخیل چاشنیش :: گرہ دز بان بستہ اش عقدہ کشائے

(ترجمہ متن) اگر بولا لنگڑا اس شراب کے خمخانہ کے نزدیک لایا جائے۔ وہ
چل پڑے گا۔ اور اگر اس شراب کا ذکر کریں۔ تو اس خالص شراب کی
ذکر سے گونگا بول اُٹھیگا۔

(ترجمہ رباعی) میں وہ شراب چاہتا ہوں جسکی نزدیکی سے کہ رُکا ہوئے
سالک میں چلنے کی طاقت پیدا ہو اور اگر اسکی لذت کا خیال گونگا
کرے تو اسکی بندزبان مشکلات حل کرے۔

(شرح) مشی کا فاعل وہ ضمیر ہے جو مقعد کی طرف پھرتی ہے۔
وینطق کا فاعل بکم ہے اور حان اور مذاق کی ضمیریں مدامہ کی طرف
عاید ہوتی ہیں۔ معنی یوں ہوئے اگر کوئی عاجز غافل جسکو نفسانی خواہشات

کی ٹھنڈک نے ہمت کے پاؤں کو خدا کی راہ میں چلنے سے روک لیا ہو
یا وہ ناقص جس کے بولنے کی زبان فطری صلاحیت کی کمی کی وجہ سے
باریک مضامین کے بیان کرنے اور خزائن روحانی کے ڈبیوں میں سے
عرفاں کی حقیقتوں کے موتی نکالنے سے قاصر ہو اگر وہی ولایت کے
شراب خانہ کی ہمسائیگی کی نزدیکی سے مشرف ہو جائے تو محبت کے
خلوص کے نوشدارو کے اثرات اسکے امراض اور بے حسی کو دور کرنے
والے بن جائیں گے اور دوستی کے حقوق کے ادا کرنے کے موجب بنکر
اسے سیر الی اللہ (خدا کی طرف چلنا) کے جذبہ کو تحریک میں لائیں گے
اور عرفاں کے موتیوں کے خزانے اور حکمت کے بجبیدوں کے ابلنے والے
چشمے اسکی صلاحیت کی زمین میں جو چھپے اور پوشیدہ ہیں اخلاص
کی برکت سے اسکی زباں کی نہروں پر سے بہ جائیں گے۔ بیت

زمن اے دوست ایں یک پند بپذیر ❊ برو فتراک صاحب دولتے گیر
کہ قطرہ تا صدف را در نیابد ❊ نگردد گوہر روشن نتابد
اساس کار و قتے محکم افتاد ❊ کہ موسیٰ را خضر میگردد استاد

اے دوست مجھ سے یہ نصیحت مان لے۔ جاؤ اور کسی صاحب

دولت تک کے شکار بند کو پکڑ کیونکہ قطرہ جب تک سیپ کو نہیں پاتا ہے
تب تک وہ موتی بنکر چمکتا دمکتا نہیں ہے کام کی بنیاد تب مضبوط ہو گئی
جب موسٰے کو خضر جیسا اُستاد بنے۔

(متن) ولو عبقت فی الشرق انفاس طیبھا
وفی الغرب مزکوم لعادلہ الشم

(رباعی) مے جان رمیدہ از عدم باز آرد :: شادی دلِ غرقہ بغم باز آرد
گر بوے دہد بشرق ور جانب غرب :: مزکوم از قوتِ شم باز آرد

(ترجمہ متن) اگر مشرق میں جو کہ انوار کا مطلع اور ظہور و اظہار کے پیدا
ہونے کی جگہ ہے۔ اس شراب کی خوشبو ہو اور مغرب میں جو کہ پوشیدگیوں
کا وطن اور کائنات کے چھپ جانے کا مقام ہے ایک زکام زدہ ہو جو کہ
ہر ایک بو کے پانے سے محروم ہوا ہو بے شک اس خوشبو کی طاقت سے
بہرہ ور ہو اور اس کا دماغ اس شراب کی خوشبو کو سونگھنے سے معطر
ہو جائے۔

(ترجمہ رباعی) وہ شراب بھاگی ہوئی جان کو عدم سے واپس لاتی ہے
اور غم میں ڈوبے ہوئے دل میں خوشی واپس لاتی ہے۔ اگر اسکی خوشبو

مشرق میں پھیلے تو مغرب میں زکام زدہ اشخاص میں سونگھنے کی قوت
پیدا ہو جائے۔

(شرح) عبقت کا فاعل انفاس ہے اور والشم عادل
کا فاعل ہے پہلی ضمیر مدامہ کی طرف راجع ہے اور دوسری مزکوم کی طرف
اور شم سے سونگھنے کی طاقت مراد ہے۔ تعبیق کے معنی سونگھنا۔ اور یہاں
عبقت کے معنی پھیلنے کے ہیں۔ خلاصۂ معنی یوں ہے۔ اگر ربانی جھونکوں
میں سے کوئی خوشبودار جھونکا اور رحمانی تجلیات کے عکسوں میں سے
ایک پرتو لاہوتی غیب کے مشرق سے طلوع کرے اور مغرب میں اس
مفلس کے نزدیک جسکی صلاحیت بالکل نیست و نابود ہو گئی ہو۔
اتفاقاً اس خوشبودار جھونکے کی لہریں گذر کریں اس جھونکے کے
خوشبو کے آثار جاری ہونے سے اسکی قوت مدرکہ حیات ابدی پائیگی
اور جمالی تجلیات کی بجلیوں کا دیکھنا اس بچارے کے شوق کے لئے
ایک مشعل بن جائے گی اور وہ طلب کیلئے سرگرم ہونے میں اور خوشی
کی جستجو میں غیبی واردات کا قابل اور ربانی تجلیات کے اسرار کا حامل
بن جائے گا۔ بیت

اگر آں شہ نظر یکدم بحالِ من و راندز ؛ ہزاراں طائر قدسی بہ پیشِ من پر اندازند

اگر وہ بادشاہ ایک لمحہ کے لیئے میری حال پر نظر ڈالے تو ہزاروں

فرشتے میرے سامنے پرواز سے رہ جائیں گے۔

(متن) ولو خضبت من کاسہا کف لامس

لما ضل فی لیل و فی یدہ النجم

(رباعی) ہر کس کہ نہد بدست جام مئے ناب ؛ گردد کفش از عکس مے ناب خضاب

در ظلمت شب گم نکند راہ صواب ؛ بنہادہ بکف مشعلہ عالمتاب

(جامی)

(ترجمہ متن) اگر اس شراب کے چھونے والے کا ہاتھ اس شراب کے پیالے کی

روشنی کے پر تو پڑنے سے رنگ پکڑے کسی اندھیری رات میں راستہ نہ

بھولے گا اور اسکی حالت یہ ہوگی کہ اس پیالے کے عکس سے اسکے ہاتھ میں

ایک چمکتا ہوا ستارہ ہوگا۔

(ترجمہ رباعی) جو کوئی اس خالص شراب کا پیالہ ہاتھ میں لے اس کا ہاتھ

شراب خالص کے عکس سے رنگ پکڑے گا اور رات کے اندھیری میں راہ

گم نہ کرے گا (کیونکہ) اسکے ہاتھ میں دنیا کو چمکانے والا مشعل ہوگا خضبت

کا مفعول مالم یُسم فاعلہ کف ہے اور اس کا فاعل ظل ہے ضمیر لامس کی

طرف پھرتی ہے۔ کف سے مراد دل اور نجم سے پیالہ۔ پس شعر کا مطلب یوں ہے۔ اگر محبت کی شراب کا پیالہ جو اصل میں لطف الٰہی کے تجلیات کے ستاروں میں سے ایک ستارہ ہے کسی طالب کے دل کو روشن کرے۔ اس پیالے کی حد سے زیادہ لطافت کے اثر سے طالب کے دل کا آئینہ صاف و نورانی ہو جائے گا۔ اور اسی تجلی کے آثار کی صحبت کی تلاش سالک کے راستے کی راہبر بن جائیگی جیسا کہ قرآن میں ہے کہ وہ ستاروں سے ہدایت پاتے ہیں (و بالنجم ھم یھتدون) بیت

بنور عشق تواں شد طریق جاں رفتن	بپائے عقل دریں راہ کے تواں رفتن
جناں جاں نتواں یافتن بعقل و گماں	ببوئے دوست تواں اندراں جناں رفتن

جان کے راہ میں عشق کی روشنی سے جا سکتے ہیں۔ عقل کے پاؤں سے یہ راستہ طے نہیں ہو سکتا۔ جاں کا باغ عقل اور گمان سے نہیں پا سکتے اس باغ میں دوست کی بو سے جا سکتے ہیں۔

(متن) ولو جلبت سرا علی اکمہ غدا

بصیرا و من راد و قھا السمیع الصم

(رباعی) چوں مے صفت جلوہ نمائی یابد صد دیدہ کور روشنائی یابد

ور زانکہ رسد صدائے پالودن او   در گوش کر از کری رہائی یابد

(جامی)

(متن کا ترجمہ) اگر اس شراب کو پرایوں سے چھپ کر کسی مادرزاد

اندھے پر جس نے ہمیشہ اندھا رہنے کا یقین کیا ہو ظاہر کیا جائے بیشک اسکی

آنکھیں بینا ہو جائینگی اور بینائی کی دولت سے وہ بہرہ ور ہوگا۔ اور اس

شراب کے ٹپکانے آواز اگر بہرے کے کان میں پڑے تو وہ بہرا ہونے کی علت

سے آزاد ہو کر شنوائی کی سعادت تک پہونچے۔

(رباعی کا ترجمہ) جب شراب جلوہ گری کرے سینکڑوں اندھے بینا

بن جائیں گے۔ اگر اسکے انڈیل دینے کی آواز بہرے کے کان میں پڑے

بہرے پن سے آزاد ہو گا۔ جلیت صیغہ علی البناء للمفعول۔ اکمہ

کور مادرزاد کو کہتے ہیں۔ راووق صافی یا کسی ایسی چیز کو کہتے ہیں۔

جس سے شراب صاف کیجاتی ہے راووق میں فعل مالم یسم فاعلہ کی

ضمیر مدامہ کی طرف راجع ہے خلاصہ مضمون یہ ہے کہ اگر تجلی کی صلاحیت

بخشنے والی حقیقتوں میں سے ایک حقیقت جس سے فیض اقدس

مراد ہے۔ غفلت کے میدان کے کسی بے بصیرت ذلیل پر ظاہر کیجائے تاکہ

اس حقیقت سے اسکی آنکھیں نور اللہ سے یکدم رازوں کو دیکھنے والی

بن جائیں اور ریاضت کے شراب اور شراب کی صافی سے طالب کے فہم کے کان کا پردہ کیونکہ قوت سامعہ دل کا ایک لطیف اوزار ہے الٰہی باتوں کا جاننے والا اور روحانی اسرار کا سمجھنے والا بن جائے۔ حدیث قدسی میں اسی امر کی طرف اشارہ ہے۔

لا یزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتیٰ احبہٗ فاذا احببتہ کنت لہٗ سمعاً و بصراً۔ ایسا بندہ جو کہ نوافل کے ذریعہ میرے نزدیک آنے کی کوشش کرے یہاں تک کہ میں اسکو پیار کروں اور جب میں اسکو پیار کروں میں اسکے لیے کان اور آنکھ بن جاتا ہوں۔ بیت

اے ذرہ از نور تو بر عرش اعظم تافتہ	از عرش اعظم درگذر بر ہر دو عالم تافتہ
آں ذرہ ذرینت شدہ خاصیت شد	سر تا قدم زینت شدہ بر ہر دو عالم تافتہ
بر عاشقاں روی تو بر ساکناں کوی تو	از بہر تو یک موی تو کار معظم یافتہ

اے محبوب تیرے نور کا ایک ذرہ عرش اعظم پر چمکا ہے۔ عرش اعظم سے گذر کر دونو جہانوں پر چمکا ہے۔ وہی ذرہ چمکنے میں سورج کی خاصیت رکھتا ہے سراسر زینت ہو کر دونو دنیاؤں پر چمکتا ہے تیرے

چہرے کے عاشقوں اور تیری گلی میں رہنے والوں پر تیرے ایک بال کی چمک سے بڑے بڑے کام اور مشکل حل ہوئے۔

متن:۔

ولو ان رکبا یمموا اقراب ارضہا

وفی الرکب ملسوع لما ضرہ السم

(رباعی) باغے کہ بقصد مے نشانی تاکش رو ید گل رحمت ازخس خاشاکش

گر مار گزیدہ بگذرد بہ خاکش آں خاک دہد خاصیت تریاکش (جامی)

(ترجمہ متن) اگر شتر سواروں کی ایک جماعت ایسی زمین کی خاک بوسی کا ارادہ کرے جہاں وہ شراب پائی جاتی ہے۔ اگر ان میں کوئی مار گزیدہ ہو جس کی رگ رگ میں زہر پھیلی ہو تو یہ زہر اسکو کوئی تکلیف نہ پہونچا سکے اور نہ ہلاکت کی شربت کا مزہ چکھا سکے۔

(ترجمہ رباعی) اس باغ کے کوڑا کرکٹ سے جس میں شراب معرفت کی نیت سے تو انگور کی بیل لگائے۔ رحمت کے پھول اُگ آئیں گے اگر مار گزیدہ اُسی زمین پر سے گذرے تو اس باغ کی مٹی اسکے حق میں تریاق بن جائے گی

(شرح) یمموا اقصدوا کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

سم فتحہ اور ضمہ سے زہر ہے اور لما اسکا جواب ہے۔ سم ضرہ کا فاعل
اور ارض کی ضمیر مدامہ کی طرف راجع ہے۔

خلاصہ مضمون یہ کہ جب کوئی جماعت جلال کے آستانہ کو طلب
کرنے والی اور کوئی گروہ مطالب کی امیدوں کا قصد کرنے والا عالم
علوی کی منزلوں کی سیر میں حضرت مولا کی ہمسایگی میں پہونچنے کا
ارادہ کرے اور اُن کے درمیان (نفس و شیطان کا) ایک مار
گزیدہ لنجا لولا ہو جسکو شہوات اور نفس امارہ کے سانپنے ڈسا ہو
اور دنیا کی محبت کی بیماری نے اسکے دل تک رسائی حاصل کی ہو
جس سے کہ وہ ہلاکت ابدی اور ہمیشہ کے نقصان کے زاویہ میں بسیرا
کیے ہو تو اسکا زخم محبت والوں کی تریاق کے اثر سے بھر جائے اور
اُن خضر جیسے حشمت والے عیسے انفسوں کی مبارک ہمت کے ساتھ
چلنے کی برکت سے اس ہجراں زدہ کی بیماری سے شفا پائے۔ اور اسکی
بدبختی قرب الٰہی کی سعادت اور لذت میں تبدیل ہو جائے کیونکہ
وہ ایک ایسی قوم ہے جو کہ اپنے ساتھیوں کو بھی شراب کے پیالہ سے
نہیں رہنے دیتے۔ بیت۔

زآدم آن دمے گر گشت حاصل ... بری دریا روی ہمچوں حواصل
ازاں کار تو آمد پیچ در پیچ ... کہ زاں مرغاں قفس دیدی دگر ہیچ

اگر آدم کا وہ دم (جس سے کہ اس کو خلافت الٰہی حاصل ہوئی) تجھے ملے تو اس دریا پر حواصل کی طرح چلو گے۔ تیرا کام اس لیے مشکل ہو گیا ہے کہ تو ہی صرف مرغانِ معرفت کا پنجرہ ہی دیکھا اور کچھ نہیں

(متن) ولو رسم الراقی حروف اسمہا علی
جبین مصاب جن ابراہ الرسم

(رباعی) زاں مے ذرکش کہ طبع خنداں گردد ؛ تمیز و خرد ہزار چنداں گردد
بر جبہۂ دیوانہ ز نامش حرفے ؛ گر نقش کنی ز ہوشمنداں گردد
(جامی)

(ترجمہ متن) اگر تعویذ نویس جادوگر اس خوشگوار شراب کے حرفوں کو کسی پری کے آسیب زدہ کے ماتھے پر نقش کرے بے شک وہ دانا اور ہوشیار ہو جائے گا (آسیب دیو و پری سے آزاد ہو گا)

(ترجمہ رباعی) وہی شراب پی جس سے طبیعت کھل جائے اور عقل و تمیز بیس ہزار گنا اضافہ ہو اگر ایک دیوانے کے ماتھے پر اسکے نام سے کوئی حرف اگر تو لکھے تو وہ فرزانہ ہو جائے۔

(شرح) رسم کا فاعل الراقی ہے اور ایراہ کا فاعل الرسم ہے اور حق مفعول مالم یسم فاعلہ اور اسکی ضمیر مستتر اور ایراہ کی ضمیر مصاب کی طرف پھرتی ہے۔ رسم کے معنی نقش ہیں مصاب دیوانہ کو کہتے ہیں جبیں سے قوت حافظ مراد ہے جس پر جبروتی اور ملکوتی باریکیاں اور حقیقتیں نقش ہوتی ہیں اور وہی معقولات کی گتھیوں اور قوانین کو سمجھنے والا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اگر ایک مرشدِ کامل عالم علویات اور سفلیات کے درجوں کی حقیقتوں اور خاصیتوں میں سے اور روحانیات اور جسمانیات کی منزلوں میں سالک کے سیر کے آداب کی شرائط اور مقام قرب تک پہونچنے اور ترقی کرنے کی کیفیتوں سے محبت کی صفات اور اسماء کے اسرار کے تفصیلات اپنی تربیت۔ نصیحت اور ارشاد کے قلم کی مدد سے کسی حرص و ریا کے مریض اور شہوات اور نفسانی خواہشات کے دیوانے اور دنیا کے اندیشوں کے مار گزیدہ کے دل کی تختی پر لکھ ڈالے وہ فی الفور وہمی تصورات اور نفسانی تخیلات کی بیماری سے نجات پائے۔ (بیت)

دوش مرا گفت یار چونی ازیں روزگار ؛ چوں بود آنکسکہ یافت دولت خنداں خویش

باد سعادت رسید دامن مارا کشید ٭ بر سر گردوں زدیم خیمہ و ایوان خویش

(ترجمہ) مجھے دوست نے پوچھا کہ تیرا اس زمانے میں کیا حال ہے۔ جس نے اپنی کھلی دولت پائی ہو اس کا کیسا حال ہوگا۔ نیک بختی کی ہوا چلی اور ہمارا دامن کھینچ لیا ہم نے آسمان پر اپنا خیمہ گاڑ دیا اور اپنی بیٹھک بنائی۔

(متن) وفوق لواء الجیش لو رقم اسمہا
لاسکر من تحت اللواء لک الرہقم

(رباعی) آں بادہ طلب کہ گر نہی بر کف شاہ ٭ یک ساغر ازاں ز سر نہد افسر و جاہ
ور بر علم جیش نگاری نامش ٭ در سایہ آں مست شود جملہ سپاہ

(ترجمہ متن) اگر اس خوشگوار شراب کا نام کسی بڑی فوج کے جھنڈے پر لکھا جائے تو اس جھنڈے کے سایہ میں بیٹھنے والوں کو وہ تحریر مست اور مدہوش کر دیگی اور انہیں ہوشیاری کی تنگ گلی سے آزاد کرے۔

(ترجمہ رباعی) وہ شراب مانگ جس سے اگر بادشاہ کے ہاتھ میں ایک پیالہ رکھا جائے تو وہ تخت و تاج کو چھوڑ دے گا۔ اگر تو اس کا نام فوج کے جھنڈے پر لکھدے۔ تو وہ تمام فوج جو اسکے سایہ میں بیٹھی ہو

مست ہو جائے۔

(شرح) لا اسکا جواب ہے لوا ‌ؔرکا اور والرقم اس کا فاعل اور

ومن تحت القوا اس کا مفعول لواء سے وجود کا سایہ مراد ہے۔ کہ

(الیحابون فی ظلی کہ وہ میرے سایہ کے نیچے محبت کرنے والے ہیں)

اور حبش سے مقرر شدہ ارواح اور معین اجسام ہیں اور رقم سے مقدورات

کے ساتھ قدرت کے تعلق کے راز کی کیفیت مراد ہے۔

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس مدہوش اور پریشاں کرنیوالی

شراب کی حقیقت جس سے راز قدرت مراد ہے وجود کے جھنڈے کی سطح پر

نقش کی جائے تو ازلی رازوں کی کنواری دلہنیں زمانوں اور مکانوں کے

تختوں اور مسندوں پر جو کہ وجود کے سایہ کے اہل اور ساماں اور وجود کے علم

کے مظاہر ہیں اپنا جمال صدیقوں اور مقربوں کی بصیرتوں پر جو کہ جمالی

انوار کے شیدائی اور جلال کے میداں کے آوارہ ہیں اپنا خوبصورت چہرہ

دکھائیں وہ سب عنایت ازلی کے اسرار سے مست اور کفایت ابدی کے

آثار سے پابند ہو جائینگے۔ (بیت)

اے ہر دو کون روشن از آفتاب رویت ؞ وی نہ سپہر چوں مرغ در دام زلف و خالت

بر باد داده دل را آوازۂ فراقت ٭ درخواب کرده جانرا افسانۂ جمالت
عقلے کہ در حقیقت بیدار مطلق آمد ٭ تا حشر مست خفتہ در خلوتِ جلالت

اے محبوب دونوں دنیا تیرے چہرے کے سوز رخ سے روشن ہیں نو آسمان
پرندے کی طرح تیرے زلف وخال کے جال میں پھنسے ہیں۔ تیری جدائی کی آواز
نے دل کو ویران کر دیا ہے اور وہ عقل جو اصل میں بیدار مطلق ہے۔ تیرے جلال
کی خلوت میں مگن نیند میں سوئی ہے۔

(متن) فتہذبت اخلاق الندامی فتہتدی
بھا من طرایق العزام من لاله عزام

(رباعی) مے نیک کند خوی دل آزارانرا ٭ پاکیزہ کند سیرت میخوارانرا
راہے بنماید بسوی عزم درست ٭ در جستن مطلوب طلبگارانرا
(جامی)

(ترجمہ متن) محفل کے جلیسوں اور مجلس کے رفیقوں کو وہ شراب اہل دل کو
بری عادتوں سے آزاد کر کے اچھے اخلاق تک پہونچا دیتی ہے۔ پس وہ شخص
جسکے ارادے کی سواری پہلے ہی لنگڑی ہو اور ارادے کی لگام سست ہو
پختہ ارادے کی طرف راہ پاتا ہے۔

(ترجمہ رباعی) یہی وہ شراب ہے جو کہ دل آزاروں کو نیک خو بنا دیتی ہے

اور شراب پینے والوں کی سیرت کو پاکیزہ بنادیتی ہے۔ طالبوں کو اپنے
مطلوب کی تلاش میں عزم درست کی طرف راستہ دکھاتی ہے

(شرح) تہذبت کی فاعل وہ ضمیر ہے جو کہ مدامہ کی طرف پھرتی ہے
اور اس کا مفعول اخلاق ہے تہتدی کا فاعل من اور بہا کی ضمیر اخلاق کی
طرف راجع ہے اور با سببیت کے لئے ہے اور طریق کی لام الیٰ کے معنوں
میں استعمال ہوئی ہے۔ اور لا اُلہ لیس کے معنوں میں استعمال ہے اس شعر کی
وضاحت یوں کیجاتی ہے کہ جس طرح امراض جسمانی کے مریضوں سے مجازی شراب
بدبودار مادوں اور خراب نجاستوں کو ہٹا دیتی ہے۔ اسی طرح شراب عرفاں کا
پینا بھی حقیقی کمالات کے حوصلہ مندوں کے دلوں کو مہلک صفات کے امراض
اور دُور پھینکار دینے والی عادتوں مثلاً حرص۔ حسد۔ بخل۔ ریا۔ کبر اور عجب سے
جو حیوانوں اور درندوں کی قوتوں کے لازمات ہیں اور قلب و روح کے لئے
مُہلک بیماریوں کے مواد ہیں صاف اور آراستہ کر دیتا ہے اور سستی کے گڑھے
میں گرے ہوئے نکموں کو ناتوانی اور سستی کے مقام سے نکال کر رفتار کی فضا
میں اور وہاں سے اونچے درجوں تک پہونچا سکتا ہے۔ (بیت)

اے بند تو غمگسار عاشق　　　　وی بند تو گوشوار عاشق

اے تلخ دوائے رافت تو   از بہر تن نزار عاشق
از جذب کشیدن غم تو   ہر زیب و نظام کار عاشق

اے محبوب تیرا لگاؤ عاشق کا غم دور کرنے والا ہے۔ تیرا خیال عاشق کے کان کی بالی ہے۔ اے محبوب تیری محبت کی تلخ دوائی عاشق کے دُبلے پتلے جسم کے لیے قوت بخشنے والی ہے۔ تیری محبت کے غم کی کشش اُٹھانے سے عاشق کے کام کی زیب و زینت ہے۔

(متن)   ویکرم من لا یعرف الجود کفہ
ویحلم عند الغیظ من لا لہ الحلیم

(رباعی) مدخل کہ شب و روز درم اندوزند ٭ از جودت مے جود و کرم آموزند
وانرا کہ نشست ز آب مے آتش خشم ٭ کے نائرہ ظلم و ستم امروزند

(ترجمہ متن) اس شراب اور اسکے پینے سے وہ جوانمرد جس کے ہاتھ میں خرچ کرنے اور سخاوت کرنے کی طاقت ہو اور نہ مہربانی کرنے اور بخشش کرنے کے سمندر کی جھاگ اسکی ہتھیلی پہ ہو سخاوت کرنے کے دائرہ میں پاؤں رکھیگا اور اسی طرح وہ فرومایہ جس میں نہ حلم کی صفت ہو اور نہ بردباری کی اس مقام پہ جہاں کہ غصے کی آندھیاں حملہ کرتی ہیں۔ حلم کے مقام پہ قدم رکھے گا۔

(ترجمہ رباعی) وہ کنجوس جو رات دن درم و دینار جمع کرتا رہتا ہے۔ اس شراب کی برکت سے بذل و سخا سیکھ جاتا ہے۔ اس شراب کے پانی سے جس شخص کے غصے کی آگ بجھ گئی وہ کب ظلم و ستم کی آگ کو بھڑکائیگا۔

(شرح) یکرم کا فاعل من اور من لا یعرف میں ہے۔ اور یحلم کا فاعل من لا له الحلم میں من ہے اور یعرف کا فاعل کف ہے۔ اس شعر کی تشریح یوں ہے شراب معنوی کی خاصیتوں کے اثرات کی موجودگی رسری اور قلبی تصرفات کے موقعوں کو اخلاق کی تاریکیوں سے مثلاً حرص اور بخل اور عادات کی گندگی مثلاً کبر۔ خود پسندی اور ریا ہے جو حیوانوں اور درندوں کی طبیعت کے لوازمات سے ہیں پاک اور آراستہ کرنے کے مقام میں پاکیزہ اور صاف بنا دیتی ہے اور سرِ وجود کے شہریں بنانے کے مقام پر سالک کو جود و سخا کے زیور اور حلم و حیا کے گہنے سے آراستہ و پیراستہ بناتی ہے اور روح کے خلیفے کو دل کے دربار میں صفائی روح کے تخت پر بٹھا دیتی ہے۔ (بیت)

بیا کیں عاشقی از سر گرفتیم جہاں خاک را در زر گرفتیم
زمین و کوہ و دشت و باغ و جانرا ہمہ در حلۂ اخضر گرفتیم

زمیں را از بہاراں برگ و بر شد　　ز سیر خویش برگ و بر گرفتیم

(ترجمہ) آدمؑ ہم نے عاشقی از سرِ نو اختیار کی۔ اور اس خاکی دنیا کو سونے میں غرق کر دیا۔ زمین پہاڑ اور جنگل اور جہاں کے باغ کو سبز خلعت پہنائے۔ اگر زمین میں بہار کی فیض سے سرسبزی اور پھل پیدا ہوئے۔ ہم نے اپنے راز سے سرسبزی حاصل کی اور ہم اسی سے پھلے اور پھولے۔

(متن)　　ولو نال قدم القوم لثم فدامہا
　　　　لالبسہ معنی شمایلہا لثم

(رباعی) آں سادہ کہ راہِ ہوشیاراں گیرد ٭ وز جہل طریق توبہ گیراں گیرد
سر پوش سبوی مے اگر بوسہ زند ٭ خاصیت وخوی میگساراں گیرد

(ترجمہ بمتن) اگر کوئی شخص جو نادانی۔ بیوقوفی اور جہالت میں اپنی قوم میں مشہور ہو اس شراب معرفت کی صافی (جو شراب کی صراحی کے اوپر رکھکر شراب سے تلچھٹ کو الگ کرتے ہیں) بوسہ دے۔ یہ چومنا بیشک اس شخص میں اچھی عادتیں اور پاکیزہ اخلاق مثلاً حلم وحیا و سخاوت پیدا کرے گا کیونکہ اس شراب اور اسکے پینے پر استقامت کرنے کی یہی خاصیت ہے

(ترجمہ رباعی) وہ بے وقوف جو ہوشیاروں کا راستہ روکتا ہے
اور نادانی کی وجہ سے توبہ کرنے والوں کا راستہ بند کر دیتا ہے اگر اس شراب
کے مٹکے کے ڈھکنے کو چومے تو اس میں شراب خواروں کی خصلت اور
خاصیت پیدا ہو گی۔

(تشریح) فدام بلید اور بے سمجھ کو کہتے ہیں۔ فدام مٹکے کے
بند منہ کو لثام انسان کے بند منہ کو شمائل اچھی عادتیں نال کا فاعل ثم ہے
اور دوسرا فاعل البہ اور اسکے قریب کی ضمیر اسکا مفعول اول۔ وشمائلہا
اسکا دوسرا مفعول فدام سے مراد تقویٰ اور شرع ہے جو کہ مرید صادق
کے وجود کے برتن کو شکوک کے نزدیک جانے سے روکتا ہے۔ اور لثام
سے مراد شیخ کامل کا ارشاد ہے جو کہ طالب کے نفس امارہ کے منہ کو نصیحت
اور ارشاد سے لذات جسمانی اور شہوات نفسانی سے بند کر دیتا ہے
اس شعر کی تشریح یوں ہو گی۔ اگر ایک کند ذہن جس نے کہ سالکوں
کے سیر کے راستے کی منزلوں کی خبروں اور ہدایتوں سے آگاہی نہ پائی
ہو اور معرفت کی حقیقتوں کے راز جو کہ اسکی فطرت اور صلاحیت
میں موجود ہیں ظاہر نہ ہوئے ہوں اور اسکی دل کی آنکھوں کی روشنی

کی تبدیلیاں ابھی نمودار نہ ہوئی ہوں۔ جب وہ شریعت اور پرہیزگاری کے افسوں کی چابی سے اور نیاز مندی اور درد کے چراغ سے راز کمال کے منہ سے بندش کی مہر اُٹھائے تو مرشد کی ولایت کے اسرار کا فیض اسکے کمال حاصل کرنے کا باعث بن جائے۔ (بیت)

اگر سودائے او داری ہمے | ہر زماں بر آستاں مے بایدت
ور سر بازار او داری دلے | فارغ از سود و زیاں مے بایدت
تا زمانے زو بدرماں رسی | ہر زماں درد نہاں مے بایدت

اگر تیرے سر میں اسکا جنوں ہے۔ ہر وقت تیرا سر اسکے آستانہ پر ہونا چاہیے۔ اگر تجھے اسکے بازار سے جنس (معرفت) خریدنے کی خواہش ہے تو تیرا دل نفع و نقصان سے فارغ ہونا چاہیے۔ اگر تو کسی وقت اس سے علاج چاہتے ہو تو ہر وقت تیرے وجود میں پوشیدہ درد ہونا چاہیے۔

(متن) یقولون لی صفہا وانت بوصفہا
خبیر اجل عندی باوصافہا العلم

صفاء ولا ماء ولطف ولا ہوی | ونور ولا نار ولا روح ولا جسم

(شرح) یقولون کے فاعل کمال ڈھونڈنے کے مبتدی ہیں اور صفاء

محذوف مبتدا کی خبر ہے۔

معنی یوں ہوئے :- مجھے کہتے ہیں کہ اسکی تعریف کر اور اسکی تعریف

میں تم اسکی مشہور ترین تعریفوں سے بہترین شان والے میرے پاس ہو۔

اس شراب میں صفائی ہے لیکن پانی جیسی صفائی نہیں۔ بلکہ اس سے

زیادہ صاف ہے۔ جسکا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ نازک ہے لیکن ہوا کی نزاکت

جیسی نہیں بلکہ بے انتہا درجات میں اس سے زیادہ نازک ہے اور اسکی

روشنی آگ کی روشنی جیسی نہیں کیونکہ آگ کی خاصیت جلانا اور فنا کرنا

ہے۔ لیکن اس شراب کی روشنی سے ہستی۔ کمال۔ حیات۔ علم معرفت اور

ابدان اور قلوب کی بلندی حاصل ہوتی ہے۔ اور ناظم کا کہنا اجل عندی

باوصافھا العلیم۔ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ مرشد کامل سے یہ نہیں

ہو سکتا ہے کہ جو کچھ طالب صادق کے حوصلے کے لایق ہو اسکو نہ پہونچائے

کیونکہ ایسا کرنا ظلم ہوگا۔

(متن) محاسن تہدی الواصفان لوصفھا

فیحسن فیھا منھم النثر والنظم

ویطرب من لم یدریھا عند ذکرھا کمشتاق نعم کلما ذکرت نعم

(رباعی) ویران غم از ذکر مے آباد شود   وز بند بلا و غم آزاد شود
ہرچند نداندش کسے چوں شنود   نامش ز نثار نام او شاد شود
(جامی)

(ترجمہ رمتن) وہ ایسی خوبیاں ہیں جو کہ تعریف کرنے والوں کو اس شراب کی تعریف کرنے کا راستہ دکھاتی ہیں اور پھر وہ اپنے نظم و نثر کو ان خوبیوں کے ذکر کرنے سے خوبصورت اور آراستہ بناتے ہیں اور جس کسی نے اس شراب کو نہ دیکھا ہو یا اسکی حقیقت کی لذت کو نہ چکھا ہو اس کا نام زبان پر لائے یا اور کسی کی زبان سے سننے سے ایسا ہلکا اور بے قرار ہو جاتا ہے جیسا کہ ایک مشتاق عاشق دوری اور جدائی کے کونے میں معشوق کی یاد سے سرشار ہو کر وجد و طرب میں آتا ہے۔ جسطرح ایک نعمت کا مشتاق خوش ہو جاتا ہے جبکہ وہ نعمت کی باتیں ہی سنتا ہے۔

(ترجمہ رباعی) غم کا مارا اس کا ذکر سنتے ہی محنت اور آفت کے بند سے آزاد ہو جاتا ہے اور اس شراب سے غم و الم کا مارا آباد اور دلشاد ہو جاتا ہے۔ اگرچہ کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کیسے سنتا ہے لیکن اسکے نام کو سنتے ہی وہ خوش و خرم ہو جاتا ہے۔

(تشریح) محاسن محذوف مبتدا کی خبر ہے یعنی ہے لہا محاسن

اور اسی طرح یوصفھا فیھا اور منھم کی ضمیر یں یوصفین
کی طرف راجع ہیں۔ والنشرہ النظم محسن کا فاعل اور یوصفھا کی لام
الی کے معنوں میں استعمال ہوئی ہے۔ من یطرب کا فاعل ہے نعم ابنحہ
نون وجزم عبین ایک معشوق کا نام ہے۔ شعر کی تشریح یوں ہے۔ کہ ایں
شراب میں بہت سے خواص حمیدہ ہیں اور ان خاصیتوں میں سے ایک
یہ ہے کہ تعریف کرنے والوں کو اپنے وصف اور تعریف بیان کرنے کی طرف
رہبری کرتی ہے یہاں تک کہ باری تعالیٰ کے مشتاقوں کے نطق کے بلبل
راز کے بوستان میں لا احصی ثناء علیک (تمہارے ثناء
ہم شمار نہیں کر سکتے) کے حمد کے ذکر سے چہکنے لگتے ہیں ان اسرار کے
ذوق اور سننے کی لذت سے سننے والے کے وجود کا درخت جھومنے لگتا
ہے اگرچہ اس نے وہ ذوق چکھا ہی نہیں ہو اور اسکے چہرے کا جمال دیکھا
ہی نہیں ہو چنانچہ مشتاق عاشق اپنے معشوق کا ذکر سنتے ہی بشاش
ہوجاتا ہے اور اس سرور سے اسکی محبت میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے۔

(بیت) چو یاد او شود مونس زجاں اندوہ بستاند
چو اندوہش شود غمخوار زدل ہیمار برخیزد

نوائے مطرب عشقش اگر در گوش جاں افتد

زکونین دست بفشاند قلندر وار برخیزد

صبا گر از سر زلفش بگورستاں برد بوئے

ز ہر گورے دو صد بیدل ببوئے یار برخیزد

(ترجمہ) جب اسکی یاد مونس بن جاتی ہے تو وہ جان سے تمام غم کو ہٹاتی ہے۔ جب اسکا غمخوار بن جائے۔ بیمار دل سے ہاتھ دھوتا ہے۔ اگر اسکے عشق کے گوئے کی آواز جان کے کان میں پڑ جائے۔ دونو جہانوں سے ہاتھ جھاڑ کر قلندروں کی طرح اُٹھے ہوا اگر اسکے زلفوں کی خوشبو گورستاں کی طرف لے جائے تو ہر قبر سے دو سو عاشق یار کی بُو سونگھ کر اُٹھ کھڑے ہو جائیں گے

(شعر) وقالو شربت الاثم وکلا وانما

شربت الذی فی تر کہا عندی الاثم

(رباعی) جز در رہ عشق رنج بردن گنہست۔

جز شارع میخانہ سپردن گنہست

گفتی نگنہست بادہ خوردن حاشا دَر مذہب ما بادہ نخوردن گنہست

(ترجمہ متن) صورت کے لحاظ سے معنی کے سمجھنے سے کم فہموں اور لباس مجاز میں حقیقتیں پانے سے عاجزوں نے کہا کہ تم اشعار مدامہ سے جسکے پینے کا اقرار صاحب قصیدہ نے کیا ہے اور تمام ابیات میں اسکی خاصیتوں اور اثرات کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ شراب مراد ہے جسکے معنی لغت میں اثم ہیں اور شریعت میں اسکے پینے والے کو گناہ کار مانتے ہیں یعنی ظاہری اور انگوری شراب جسکا پینا گمراہی کا نتیجہ ہے اور اسکے پینے والے کے لئے سزا اور عذاب ہے۔ صاحب قصیدہ اس جماعت کی تردید کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ کہ میں وہ شراب ہرگز نہیں پیتا ہوں اور نہ اسکے پینے سے لذت حاصل کرتا ہوں میں نے محبت کے پیالے سے شراب پی ہے اور اسی شراب کے پینے میں جدوجہد کی ہے اس شراب کا ترک کرنا گناہ اور اس کا ترک کرنے والا داناؤں کے مشرب سے بہت دور پڑا ہے۔

(ترجمہ رباعی) عشق کے راستے کے بغیر تکلیف اٹھانا گناہ ہے۔ میخانہ کے گرد مرشد کے ارشاد کے بغیر چلنا گناہ ہے۔ تم کہتے ہو یہ شراب پینا گناہ ہے لیکن ہمارے مذہب میں یہ شراب نہ پینا ہی گناہ ہے

(شرح) عرب کے بعض حکیم ظاہری شراب کا پینا گناہ مانتے ہیں۔

خدا کے حکم کے مطابق وَ اِثمُھما اکبر مِن نفعھما دونوں شراب اور جوا) کا گناہ اُن کے فائدے سے بہت بڑا ہے۔ شراب پینا اسلئے گناہ ہے کہ اس سے جو نشہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ عقل نظری کے شرف کو زائل کر دینے والا اور اوصاف بشری کو چھیننے والا ہے۔ صاحب قصیدہ غافلوں کی تہمت کی تردید کرتے ہوئے کہتا ہے۔ کہ صفا کے والاں پر صاف شراب (شراب عرفاں) پینے والوں کی مستی انگوری یا ظاہری شراب پینے سے نہیں ہے۔ کیونکہ اُس شراب کی رغبت اندھے پن سے ہے۔ اور اسکا پینے والا نیک بختی اور کمال کے منبع سے بے انتہا دور ہے اور اس شراب کا پینا گمراہی کا نتیجہ ہے اور اسکا پھل عذاب الٰہی اور سزا ہے۔ لیکن شراب محبت کا پینا وصال (الٰہی) کا باعث اور کمال کا سبب ہے اور یہ باعث عزت وافتخار ہے۔ اُس شراب کا پینا جاہلوں اور شریروں کی سیرت ہے اور اس شراب کے ذوق کا حاصل کرنا صاحب دل بزرگوں اور نیکوں کا طریقہ اور چلن ہے۔ (بیت)

پیش ازاں کاندر جہاں باغ مے انگور بود۔

از شراب لایزالی جان ما مخمور بود۔

(ترجمہ) اس سے پہلے ہی جب کہ دنیا میں انگور کی شراب کا باغ تھا۔
ہماری جان لایزال کے شراب سے مست تھی۔

(متن) (۱) ہنیئاً لاہل الدیر کم سکروا بہا
وما شربوا منہا ولکنہم ہمّوا

(رباعی) آنانکہ بپائے خم مست شدند نابردہ بہانہ دست در دست شدند
یک جرعہ نخوردند ولیکن چوگذشت اندیشۂ مے بر دل شاں مست شدند
(جامی)

(ترجمہ متن) (۱) دیر عیسائیوں کا عبادت گاہ صوفیوں کی اصطلاح
میں اس سے عالم انسانی مراد ہے عالم انسانی کے دیر میں اوسط درجے
کے لینے والوں کو محبت ذاتی کی شراب خوشگوار ہے۔ کیونکہ افعالی
اور صفاتی پردوں کے پیچھے سے انہوں نے اس شراب کے پینے سے بہت
مستی دکھائی ہے اور تھوڑا ثبت وجود کے بوجھ کے وزن سے آرام کیا ہے
حالانکہ انہوں نے انتہا کو پہونچے ہوئے لوگوں کی طرح اس شراب سے پورا ایک
گھونٹ بھی نہیں پیا ہے۔ لیکن اسکے پینے کا ارادہ اور خیال کیا ہے

(ترجمہ رباعی) وہ لوگ جو مٹکے کے تلے ہی پست ہو گئے اس شراب کے
سایہ سے ہی مدہوش ہو گئے۔ ابھی ایک گھونٹ بھی اس شراب کا نہ پیا

لیکن ان کے دل میں اس شراب کے پینے کا خیال ہی گذرا کہ وہ مست ہو گئے

(متن) وعندی منہا نشوۃ قبل نشاتی

معی ابداً تبقی وان بلی العظم

(رباعی) بر من ز وجود من نشاں نابودہ عشق تو شراب بیخودی پیمودہ

زاں مے باشم ز بود خویش آسودہ گر خود شود استخوان من فرسودہ

(ترجمہ متن) میرے نزدیک اس شراب کی مستی میری ہستی سے پہلے کی

ہے۔ اور اس دنیا میں پیدا ہونے سے پہلے ہی اسکا نشہ مجھ میں ہے۔

اور وہ نشہ ہمیشہ میرے ساتھ رہے گا۔ اگرچہ میری ہڈیاں جن سے کہ

جسم کی قوت اور بدن کی مضبوطی ہے چور چور ہو جائیں۔

(ترجمہ رباعی) میرے پاس میری ہستی کا نشان تک بھی نہیں

تھا جس وقت تیرے عشق نے بیخودی کی شراب مجھے پلایا تھا۔ اسی

شراب کے نشہ سے میں اپنی ہستی سے فارغ ہوں۔ اگرچہ میری

ہڈیاں سڑ جائیں۔

(تشریح) اہل دیر سے مراد جلال کی بارگاہ کے ملازم اور جمال

کی بارگاہ کے مجاور ہیں جو کہ وجود رسمی کے باقیات کی وجہ سے افعالی

اور صفاتی پردوں کے پیچھے سے معرفت کے لطیف اور دلکش راگ الاپتے
ہیں اور ذات کے اسرار کی خوشبو دار اور لطیف شراب کے پینے سے مستی
بڑھاتے ہیں اور تجلیاتِ ذاتی کے جو کہ بُت خانہ (دیر) کو جلانے والے اور
غیر اللہ کو فنا کرنے والے ہیں راز کے شراب کی حقیقت سے ابھی آگاہ
نہیں ہوتے کیونکہ پروانوں کی جیسی ہمت کر کے ۔ اگر یہ جماعت جلال فوات
کے انوار کی شمع پر شوق کی سواری دوڑائیں ۔ اسم و رسم اور ننگ و ناموس
دیر و دیار (معبد و وطن یعنی مذہب اور وطن) سے کوئی نشان باقی نہ رہیگا ۔
اور دوسرے بیت میں صاحب قصیدہ اپنے مسلک کو ظاہر کرتا ہے کہ
اس مستی کے اثرات جو کہ اسکی پاکیزہ روح کو وصال کی مجلس میں محبت کی
شراب پی کر ، اور اپنے احوال کے جمال کا کمال اغیار کی نظروں سے پوشیدہ
رکھکر ، اسے حاصل تھے اور اس پیالے کا ذوق جو کہ احدیت کی مجلس میں
عنایت کے ساقی کے ہاتھ اسکے جان کے تالو تک پہونچتا ہے ابد تک
کم نہیں ہو سکتا ۔ (عربیہ) ولیس حدیث الشوق لھوا محبۃ
حدیث ھواکم فی حشای قدیم ۔ وَ مَادُمْتُ حبا الست
السی و دادکم ۔ ولو کنتُ میتاً والعظام رمیمُ ۔

(ترجمہ) شوق کی باتیں کھیل کود نہیں ہیں۔ آپ کی محبت میرے باطن میں بہت پرانی اور ابدی ہیں۔ آپکی محبت ہمیشہ میری رگ و پے میں رہے گی اگر میں مر بھی مرجاؤں اور میری ہڈیاں سڑ بھی جائیں۔

(متن) علیک بہا صرفا وان شئت مزجہا

فعدلک عن ظلم الجبیب ہو الظلم

(رباعی) جام مئے ناب اگرچہ اے بادہ گسار تلخ است بتلخی آنرا از کف مگذار

ور تاب مئے تلخ نداری آن بہ کش چاشنے دہی زنوشیں لب یار

(ترجمہ متن) تمہارے لئے لازمی ہے کہ اس بات کی کوشش کرو گے کہ شراب کو بغیر آمیزش کے پیو اور اگر خالص صورت میں نہیں پی سکتے اور چاہتے ہو کہ اسکے ساتھ (پانی) ملاؤ گے تو پھر اس صاف شیریں پانی سے جو کہ محبوب کے ہونٹوں اور دانتوں میں ہے۔ ایک قطرہ اسکے ساتھ ملا ڈال اور اس سے تجاوز کرنے سے اپنے آپ کو ظلم و ستم کے اندھیرے میں نہ ڈال۔

(ترجمہ رباعی) اے شراب خوار اگرچہ خالص شراب کا پیالہ کڑوا ہے۔ اس کڑوے پن کی وجہ سے اسکو ہاتھ سے مت دے اگر کڑوی شراب پینے کی تجھے طاقت نہیں تو دوست کے ہونٹوں اور دانتوں کے آب (چمک) سے اسے چاشنی

دے اور شیریں بنا۔

(تشریح) پہلی اور دوسری ضمیر مدامہ کی طرف راجع ہے۔ اور ظلم ظاء کے فتحہ اور لام کے سکون سے دانتوں کی سفیدی کو کہتے ہیں۔ صرف سے مطلب ذات کی محبت ہے۔ اور ممزوج سے محبت صفاتی اور دانتوں کی سفیدی ذات الٰہی کی خوشبوؤں کا ظہور ہے۔ صاحب قصیدہ سالک کو کمال کی چوٹی تک پہونچنے اور آرزوؤں کے کعبہ کی طرف رخ کرنے کی نصیحت کرتا ہے۔ کیونکہ اس دنیا کی تجلیات کے انوار کی محبت خودی اور غرور کو فنا کرنے والی اور غیر اللہ کی بد اقبالی کو جلانے والی ہے اور اگر ارادہ کی خامی اور کمزوری صلاحیت اور اہلیت کی کمی کی وجہ سے وہ سعادت میسر نہ ہو جائے پھر بھی صفاتی خوشبو کے پیش آنے کو کہ وہ بھی ایک صورت میں عین ذات ہے غنیمت جان لے کیونکہ اس مقام سے نیچے کثرت افعال کی دنیا اور گمراہوں کے مکر و فریب اور دغا کے پردے ہیں۔ (شعر)

آتی ارضکم فی کل لیلۃ ۔ لعلی اراکم او اری من یراکم

میں آپکی گلی میں ہر رات آتا ہوں۔ یہ امید لیکر کہ آپ کو دیکھوں یا انکو دیکھوں جو آپ کو دیکھتے ہیں۔

(متن) ودونکہا فی الحان الا ستجلہا بہ
علی نغم الالحان فہی بہا غنم

(رباعی) مردانہ نشیں بگوشہ میخانہ بیں جلوہ مے ز ساغر و پیمانہ
مے خور کہ غنیمت است فرزانہ با نغمۂ مے ترانہ مستانہ (جامی)

(ترجمہ متن) اس شراب کو مستوں اور شراب خواروں کے میخانہ میں لے۔ اور پی اور اس کے جلوے کا طالب اس میخانہ میں جام و پیمانہ کی جلوہ گاہ میں دلکش راگوں اور خوشگوار آوازوں کے ساتھ بن اس شراب کا پینا پاکیزہ آوازوں اور اچھی راگوں کے ساتھ دل پسند اور غنیمت ہے۔

(ترجمہ رباعی) میخانہ کے کونے میں مردوں کی طرح بیٹھ ساغر اور پیمانہ میں سے شراب کا جلوہ دیکھ اے دانا شراب پی کیونکہ مستانہ راگ کے ساتھ شراب کی صراحی کا قلقل غنیمت ہے

(شرح) دونکہا مترادف خذہا کا ہے اور اسکی ضمیر الحان کیطرف پھرتی ہے اور وہی میں ضمیر مدامہ کی طرف راجع ہے۔ الحان مقام محبت و شوق کو چاہتا ہے۔ یعنی تو مقام شوق کا ملازم بن جا اور حیات علمی کے قطرے جہالت کے قبروں کے مردوں پر چھڑک دے۔ کیونکہ اس مقام پر پھیرنا

واردات غیبی کے راگوں اور سری اور قلبی کلام کے سننے کے ساتھ عارفوں کے لئے غنیمت اور سالکوں کے کمالات کے ظہور کا سبب ہے

(شعر) فاعجب من سکری بغیر مدامۃ والحرب فی سری و نشی طربتی

(متن) فما سکنت والھم یوماً بموضع
کذالک لم یسکن مع النغم الغم

(رباعی) خواہی ز فلک نہ غصہ بینی و نہ غم در میکدہ مے نوش بالحان و نغم
دور قدح و غصہ دوراں یکجا ہچون نغم و غم نشو جمع بہم
(جامی)

(ترجمہ متن) بغیر ملاوٹ اور آمیزش اور کھوٹ ملانے کے شراب پی اور دلکش راگنیاں سن کیونکہ نہ شراب ایک ہی وقت میں ایک ہی جگہ پر غم و اندیشہ کے ساتھ رہ سکی اور نہ غم نے دلکش آوازوں اور راگوں کے ساتھ مقام کیا۔

(ترجمہ رباعی) اگر تو چاہتا ہے کہ آسمان سے غصہ نہ دیکھو گے نہ غم۔ تو راگوں اور دلکش آوازوں کے ساتھ میخانہ میں شراب پی۔ پیالے کا دور اور زمانے کا غم راگ اور غم کی طرح یکجا جمع نہیں ہو سکتے

(شرح) سکنت کا فاعل مدامہ ہے والھم اس پر عطف ہے۔

لم یسکن کا فاعل الغم ہے یوم سے مراد وقت ہے اور غم سے مطلب حجاب
شعر کا مطلب یوں ہوا:۔ عرفانی شراب کے پینے والوں کو الٰہی کلام اور
روبرو باتوں کی باریکیوں اور روحانی مکالمات کے دیکھنے کی حالت میں غم اور
اندیشہ جو کہ جسمانی لگاوٹوں اور نفسانی تعلقات کے نتیجہ میں رکاوٹ نہیں
بن جاتے ہیں اور بارگاہ قدس کے باغوں کے دیکھنے کا ذوق اور حسی عارضات
کے غموں کے پردے ایک ہی جگہ پر جمع نہیں ہوتے ہیں۔ (بیت)

در بارگاہ دردت درماں چہ باریابد — با جلوہ گاہ وصالت برہاں چہ کار دارد
با روح وصلت اے جاں غم کیست تا نہ پائے — با کفر بت پرستاں ایماں چہ کار دارد

(ترجمہ) تمہارے درد کی بارگاہ میں علاج کو باریابی حاصل نہیں۔ تمہارے
وصال کی جلوہ گاہ میں دلیل قاطع (عقل) کو کیا کام ہے۔ تمہارے وصال کی
فرحت کے ساتھ غم کی کیا بساط کہ قدم مار سکے۔ اور بت پرستوں کے کفر کے
ساتھ ایمان کو کیا کام ہے

(۵ متن) وفی سکرۃ منہا ولو عمر ساعۃ
ترے الدھر عبداً طایعاً ولک الحکم

(رباعی) خوش آنکہ بہ مے گروکنی زندہ خویش — تا جمع کنی وقت پراکندہ خویش

چوں مست شوی زبند ہستی برہی   یابی ہمہ روزگار را بندہ خویش

(ترجمہ متن) اگر اس خوشگوار شراب کی ایک مستی خواہ وہ ایک گھڑی ہی کی کیوں نہ ہو زمانے میں پاؤگے زمانے کو فرمانبردار نوکر اور اپنے آپ کو حکمران آقا دیکھوگے۔

(ترجمہ رباعی) کیا ہی خوشی کی بات ہوگی اگر تو اپنا زہد و پارسائی کا خرقہ شراب کے رہن کروگے تاکہ اپنے پریشان وقت کو جمع کرو جب مست ہو جاؤگے تو ہستی کی بیڑیوں سے آزاد ہو جاؤگے اور تمام دنیا اور زمانہ کو اپنا نوکر پاؤگے۔

(شرح) اگر ایک گھڑی کے لئے سلوک کی مدت میں فنافی اللہ میں شراب محبت کے نشے کی برکت سے ہستی موہوم کی ذلت سے رہائی پاؤگے بقاء حقیقی (بقا باللہ) کے خلعت کی عزت سے حیات جاوید حاصل کروگے۔ کیونکہ مَنْ قُتِلَ فِیْ مَحَبَّتِیْ فَاَنَا دِیَتُہٗ جو میری محبت میں شہید ہوا میں اسکی جاں بہا ہوں اور وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (جسوقت آپنے دشمن کی طرف تیر پھینکا آپنے نہیں مارا بلکہ اللہ نے تیر پھینکا) کے ارشاد کے مطابق اس حال میں جو بھی فعل تم سے صادر

ہو جائے وہ خدا کے افعال اور شان کا ظہور تمہارے ناسوتی مظہر (جسم) میں ہے۔ جبکہ زمانہ اور دنیا خدا کے افعال کے احکام کے فرمانبردار ہیں مقام خلافت حاصل کرنے سے تمہارے احکام کے محکوم بن جائیں گے۔ (بیت)

دریں دریا فگن خود را اگر ذرّے بدست آری ٭ کزیں دریائے بے پایاں گہر بسیار برخیزد

اس دریا میں اپنے آپ کو ڈال ممکن ہے کہ ایک موتی حاصل کرو گے کیوں کہ اس اتھاہ سمندر میں بہت سے موتی پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ایک لہر تجھے تھپیڑا مارے (سمندر میں ڈبو دے) اس سے اور کونسی دولت تیرے لیے بہتر ہے۔ کیونکہ اس سے تمہاری شان کے سامنے دنیا نوکر کی طرح دست بستہ کھڑی رہے۔

(عشق) فلا عیش فی الدنیا لمن کان صاحیا
ومن لم یمت سکرا لھا فاتہ الحزم

(رباعی) آن کو ز شرابِ عشق ہشیار نشست ٭ جامِ طربش ز سنگِ ادبار شکست
وانکہ از یں شراب سرمست بمرد ٭ در عشق طریق خرم را کانہ بست

(ترجمہ رشق) چونکہ ہر عیش کا سرمایہ موجودات پر غلبہ اور کائنات پر حکمرانی ہے۔ وہ بارگی جیسا کہ تم نے جان لیا مستی اور شراب خواری پر منحصر

ہے پھر جس شخص نے ہوشیاری پسند کی اور اس شراب کا ایک گھونٹ
بھی نہ پیا دین کے عیش سے کوئی حصہ نہ پایا جس نے اس شراب کی طرف ہاتھ
نہ بڑھایا اور اس شراب سے مست ہو کر نہ مرا عقل اور دانائی کے راستے پر
نہ چلا اور احتیاط۔ ہوشیاری اور دور اندیشی کا شیوہ اختیار نہ کیا۔
(رباعی کا ترجمہ) وہ شخص جو شراب عشق کو چھوڑ کر خرد مند بن بیٹھا۔
اس نے بد اقبالی کے پتھر سے عیش نہ دام کا پیالہ توڑ ڈالا وہ شخص جو اس شراب
سے مست ہو کر نہ مرا عشق کے راستہ میں اس نے ہوشیاری اور احتیاط کو
کام میں نہ لایا۔

(شرح) صاحیا اور سکر دونو حال سے منصوب ہیں اور ضمیر
منفصل بالکل اسکی معمول ہے۔ اور لمن کی طرف راجع ہے۔ اور الحزم اسکا
فاعل ہے جبکہ مقام محبت کی فضیلت اس درجہ پر ہے کہ اس مقام کے
واردات میں سے کسی وارد کے حاصل ہونے کے سبب جس سے کہ سکر
مراد ہے طالب فنا اور زوال کے گڑھے سے بقا اور کمال کے درجوں کی بلندی
پر پہونچ جاتا ہے۔ پھر وہ شخص جو خودی کی کمی سے خالی ہے اس شہود کیوجہ
سے اسکے ہونے سے نہونا بہتر ہے (اسکی موت زندگی سے بہتر ہے) جو شخص فنا

فی اللہ ہیں بندگی کے فنا کی ذلت کو بقاءِ حقانی کی عزت سے تبدیل کرنے کی کوشش نہ کرے اسکو ہوشیار اور دانا نہ کہیں گے۔ (بیت)

تاجاں دارم برم بگفت وگویت   ویں عمر بسر برم بجست وجویت

با باد صبا دست بہ پیماں آرم   تا از پئے من بجا کم آرد بویت

(ترجمہ) جب تک میری جان ہیں جان ہے تمہاری گفتگو میں گذاروں اور یہ عمر تمہاری جستجو میں بسر کروں صبح کی ہوا کے ساتھ عہد و پیماں کروں تاکہ تیری خوشبو میرے مرنے کے بعد میرے مزار تک لائے۔

(متن) علیٰ نفسہٖ فلیبک من ضاع عمرہٗ

ولیس لہٗ منہا نصیب ولا سہم

(رباعی) سرمایۂ عمر ہر کہ بے خواہد مرد   بے مے خوردن عمر بود مایۂ درد

ہر کس کہ زمے بعمر خود بہرہ نخورد   گو خون بگری کہ عمر خود ضائع کرد

(ترجمہ متن) اس شخص کو رونا چاہیئے اور اپنے اوپر ماتم کرنا چاہیئے جس نے کہ اپنی زندگی کی پونجی اور اپنے اوقات عزیز کی نقدی کو ضائع کیا اور اس کو شراب خواری کا ذریعہ اور مستی اور بیہوشی کے واسطہ نہ بنایا۔ اور اس میں سے ایک گھونٹ حاصل کرنے اور ایک حصہ پانے کی طرف نہ لگ گیا۔

(ترجمہ رباعی) عمر کی پونجی شراب کے بغیر مرجائیگی (ضایع ہوجائیگی) بغیر شراب پیئے کے عمر دردسری ہے جس شخص نے اپنی عمر میں شراب سے فائدہ نہ اُٹھایا اسکو کہدو کہ روئے کیونکہ اس نے عمر ضایع کی

(شرح) چونکہ کمال حاصل کرنے کے سب سے بڑے ذرائع اور بخشش اور بزرگی کے حالات کے سب سے زیادہ فیض دینے والے جاری حیات کی کانوں کے موتی یعنی اوقات گھڑیوں اور لمحوں کے جواہرات ہیں جن ہیں کہ دانا طالب اُن کے ذریعے سعادت ابدی حاصل کرسکتا ہے اور ابدی کمالات کو اپنا سکتا ہے۔ اپنے پیارے نفس کو محرومی کی وحشت کے اندھیرے اور حسرت کے جنگل میں پھنسنے کی بجائے معرفت کی حقیقتوں کے باغیچوں کی نعمتوں اور یقین کے مراتب کے انوار حاصل کرنے کی لذت تک پہونچا سکتا ہے۔ پھر جو کوئی باوجود مدعا کے طلب کرنے کی فرصت اور صلاحیت موجود ہونے کے اس سعادت کے حاصل کرنے سے رہ گیا اور اپنے امورات کی باگ ڈور کو دنیا کے میلے گدلے اور فنا ہونیوالے امورات کے انجام دینے کے ہاتھ میں دے دیا دراصل سرنگون بدبخت مردود اور منحوس زیاں کاروں اور ذلیلوں میں سے ہے کیونکہ اس نے نامرغوب اور ناپسند سمجھا۔ اولئك الذين خسروا انفسهم وضل عنهم

فَمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ. لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ

یہی وہ لوگ ہیں جن کو انکی نفس نے نقصان پہونچکر فشارت کیوجہ سے گمراہ ہوئے اسلیئے یہ لوگ آخرت میں زیادہ گھاٹے میں رہیں گے۔

اس سے زیادہ بے وقوفی اور بڑی حسرت کون ہو سکتی ہے۔ کہ ایک احمق باوجود پادشاہی اقبالمندی کے حاصل کرنے کی صلاحیت موجود ہونے اور بے انتہا نیک بختی کا ذوق حاصل کرنے کی فرصت ہونے کے لکڑہارے کی محنت اور بھنگی کی ذلت گوارا اور پسند کرے اور ایک بدبخت جو کہ گمراہی کی زندگی میں حیران اور ٹھنڈے پانی کی پیاس میں افسوس کرنے والا عدم کے جنگل اور بیابان کی منزلوں سے کرم کے دریاؤں کی ساحلوں پر اتر آئے اور پھر فرصت کی گھڑیوں کو غنیمت نہ سمجھے اور اوقاتِ فرصت لاپروائی کی کھیل کود میں اور شہوت کی بازی میں گنوائے اور آخر کار الٰہی خوشبودار ہوا کے تجلیات کے جمال کو نہ دیکھکر اور معرفت کے اسرار کے پیالوں سے محبت کی شراب نہ پی کہ محرومی اور حسرت کی چیخ و پکار کرتے ہوئے اور گھاٹے کے داغ میں گدھے کی جیسی آواز میں روتے ہوئے سوکھے ہونٹوں اور روتی آنکھوں کے ساتھ عدم کے اندھیرے گھر کی طرف لوٹے مناسب ہے کہ زمین کے

رہنے والے اس کے حال سے عبرت حاصل کریں اور آسمان کے رہنے
والے اس کے سزا پانے پر ماتم کریں۔ خداوند کریم ہمکو ان لوگوں میں
سے بنائے جو اسکی عبادت سے نیک بخت ہوئے اور اسکی عشق سے
مراد کو پہونچے۔ اُن لوگوں میں سے نہ کرے جنکو گھاٹا ہوا کیونکہ وقت
کے گذر جانے پر مرنے کے بعد حسرت سے کوئی مشکل حل نہ ہوگی۔
بے شک وہ احسان عطا کرنے والا صاحب فضیلت اور احسان
صاحب جود اور سخا ہے۔ خدائے واحد حمد کا سزاوار ہے۔ اور سلامتی
کے سزاوار وہ لوگ ہیں جو راہ راست پر چلے۔

تمت

خداوند کریم کا شکر ہے کہ یہ تحت اللفظ ترجمہ ختم ہوا۔ اگرچہ
اس میں کافی سے زیادہ نقص اور عیب ہوں گے۔ کیوں کہ بشریت کے
زمرہ میں آنے کی وجہ سے میں سہو و لغزشیاں سے مبرا نہیں ہو سکتا ہوں
اور نہ میرا علمی ذخیرہ اتنا ہے کہ میں جناب امیر رضی اللہ عنہ کے فرمودہ
معارف کو سمجھ سکوں یا اسکو اپنے الفاظ میں بیان کر سکوں۔ کیوں کہ

نہیں عالم باعمل ہوں اور نہ عارف اور نہ غوامض تصوف اور نہ نکات و
رموزاتِ معرفت سے باخبر ہوں نہ سلوک کے مقامات سے آشنا ہوں۔
اپنی بے بضاعتی پر شرمسار ہوں کہ کس مہم کے لیے اپنی شکستہ کشتی بحرِ ذخار
میں ڈال دی جس کے تھپیڑے بڑے بڑے سفینوں کو غرق کر دیتے ہیں۔
کیوں کہ مَنْ صَنَّفَ قَدِ اسْتَهْدَفَ بزرگوں کا کلام ہے۔
بہر حال علمائے کاملین اور عرفاءِ واصلین سے امید قوی ہے کہ وہ میرے
عیوب پر خطِ عفو ڈالتے ہوئے اس بات کو ثابت کریں کہ۔ بداں را
بہ نیکاں ببخشد کریم۔ اور اگر وہ اس ترجمہ میں نقائص اور عیوب سے
دوچار ہو جائیں تو درگذر فرمائیں کیوں کہ میری نیت خدمتِ اسلام
تھی اور اگر میں اس میں کہیں بہک گیا ہوں گا تو وہ اُسے میری کم مائیگی
پر محمول کریں اور جہاں کہیں ضرورت ہو درستی اور تصحیح فرمائیں۔
وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق۔

المُتَرجِم

محمد طیب صدیقی ابن حافظ قاری عبد المجید مرحوم۔
غفر اللّٰہ لہٗ ولوالدیہ ولمن لہٗ حق علیہ

اپیل بخدمتِ اصحاب عقیدت و ارباب معرفت

اس امر کی توضیح کرنا کہ جناب حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رضی اللہ عنہ کے حقوق اہالی کشمیر کی گردنوں پر ہیں۔ بے سود ہے۔ کیونکہ وہ اظہر من الشمس اور ابہر من الامس ہیں اور کشمیر کے مسلمان اُن سے بخوبی واقف ہی نہیں بلکہ اُن حقوق کا انہیں کافی سے زیادہ احساس ہے جسکا ثبوت انہوں نے قدیم زمانے سے لے کر آج تک خانقاہِ معلےٰ کی تزئیں۔ تذہیب اور تنویر سے ایسا بہم پہونچایا ہے جیسا کہ اس کا حق تھا لیکن ایک فروگذاشت ناقابل معافی ہے کیونکہ آج تک جناب امیر رضی اللہ کے فرمودات۔ ارشادات اور تصانیف شایع نہیں کئے گئے جن سے کہ نہ صرف اہالی کشمیر مستفیض ہو جاتے بلکہ ساری دنیا اس قائدِ اعظم اور مصلح اعلم کے نصایح اور معارف سے مستفید ہو جاتی۔ کمیٹی بقعہ خانقاہ معلےٰ نے مصمم ارادہ کیا ہے کہ قوم کی معاونت سے اس اہم کام کو ہاتھ میں لے۔ لیکن اس میں قوم سے استدعا ہے کہ بصورتِ

امدادِ زر دار المطالعہ کے صندوق کو غرق زر کرے اور بصورت رسائل اور تصانیف حضرت امیر رضی اللہ عنہ جو کہ مختلف اصحاب کی لائبریریوں میں موجود ہیں دار المطالعہ کو نوازے تاکہ اُن کی اشاعت ترجمہ اور طباعت کا کام ہاتھ میں لیا جائے

المشتہر

غلام احمد ہمدانی۔ المعروف بہ زہرہ۔ جنرل سیکریٹری
مجلس انتظامیہ خانقاہِ معلےٰ

اپیل بنام مسلمانانِ کشمیر

حضرت بانیِ اسلام کشمیر میر سید علی ہمدانی رضؓ کا جو حق مسلمانانِ کشمیر پر ہے۔ شاید اس سے کوئی بھی مسلمان تا قیامت انکار نہیں کر سکتا ہے۔ اور نہ اس سے انکی گردنیں تا قیام دنیا سبکدوش ہو سکتی ہے۔

یہی وہ شخصیت تھی جو پاپیادہ ایران ہمدان سے محض کلمۂ حق بلند کرنے کے لیے تشریف لائے۔ اسوقت نہ ہوائی جہاز کا وجود۔ نہ موٹر۔ نہ لاری تانگہ اور بائیسکل کا۔ اسی قائد اعظم رضؓ کے متعلق مرحوم سر محمد اقبال رح مولانا رومی علیہ الرحمۃ کی زبان سے فرما چکے ہیں :-

سید السادات سالارِ عجم ۔۔۔ دست او معمارِ تقدیرِ اُمم

آفرید آن مرد ایرانِ صغیر ۔۔۔ با ہنرہائے غریب و دلپذیر

یک نگاہِ او کشاید صد گرہ ۔۔۔ خیز و تیرش را بدل راہے بدہ

(جاوید نامہ)

اس قائد اعظم رضؓ کی مختلف یادگاریں کشمیر کے اکناف و اطراف میں موجود ہیں جنمیں سے خانقاہ معلیٰ سرینگر مرکزِ شہر میں واقع ہے جس سے ہر ایک چھوٹا بڑا واقف ہے۔ اسکی بقا کیلئے اس مردِ مجاہد نے تین گاؤں بطورِ جاگیر اسوقت کی

حکومت سے مقرر کرائے تھے۔ مگر انقلابِ زمانہ اور حکومت کے ردّو بدل سے یہ جاگیریں ضبط کیگئی۔ اور خانقاہ معلّیٰ کو اِس آمدن سے محروم ہونا پڑا۔ مگر مرحبا اور شاباش اُن غیور مسلمانوں کو ہے جنہوں نے اپنی نیک اور پاک کمائی سے اپنے نفس پر پتھر باندھکر اِس متبرک مقام کو برابر آباد رکھا۔ آج خانقاہ اور اس کا بانی مسلمانوں سے مطالبہ کر رہا ہے۔ کہ وہ اسلامی مرکز کو تغیر زمانہ کے ہاتھوں تلف ہونے سے بچائیں۔ آج کل اِس خانقاہ معلّٰے کے انتظام کیلیئے باقاعدہ ایک انتظامیہ کمیٹی ہے۔ جسکے صدر خواجہ علی شاہ صاحب نایب منسٹر مال کشمیر ہیں۔ اسکا سکریٹری خانقاہ معلّٰے کا ایک خادم زادہ ہے۔ آمدن و خرچ کا حساب باضابطہ رکھا گیا ہے۔ ہر ایک شخص بلا امتیاز عقیدہ دفتر پر تشریف لاکر حساب کی جانچ پڑتال کرسکتا ہے۔ اور اپنے مفید مشورہ سے کمیٹی کو مستفید فرماسکتا ہے امسال کمیٹی نے باضابطہ حساب آمد و خرچ شائع کیا۔ اور یہ قابل داد بات ہے کہ آج تک کبھی بھی اسطرح حساب شائع نہیں کیا گیا ہے۔ کمیٹی کے زیر نظر مندرجہ ذیل امور میں امید کیجاتی ہے کہ مسلمانانِ کشمیر اور خصوصاً مسلمانانِ سرینگر ان امور کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلیئے کمیٹی کا ہاتھ مالی امداد سے بٹائیں گے۔

ہمارے ارادے؟ کمیٹی کا ارادہ ہے (۱) ایک چھوٹا سا یتیم خانہ کھولے۔

(۲) کمیٹی کا ارادہ ہے۔ کہ جناب حضرت امیر کبیر رضؓ کے گراں بہا اور بیش قیمت تصانیف کو جو کہ تقریباً ۲۷۵ ہیں زیور طبع سے آراستہ کرے۔ انکے ترجمے عام فہم اور آسان زباں میں کر دے۔ تاکہ بانیٔ اسلام کشمیر کا (مشن) عام ہو۔ (۳) ایک دینی مکتبہ کا اجرا ایوانِ خانقاہ پر ہو۔ (۴) خدام زادوں اور مجاور زادوں کے تعلیمی بندوبست کے سلسلہ میں مستحق طلباء کو ماہوار دس دس روپے کا وظیفہ دے سکے۔ تاکہ وہ خود کفیل ہونے کی قابلیت حاصل کر سکیں۔ (۵) ارادہ ہے۔ کہ دو تفریح گاہ (پارکس) تیار کیجائیں۔ ایک عورتوں کے لیئے اور ایک مردوں کیلیئے ان میں حسب ضرورت جنگلہ بندی پھول کاری اور دیگر قسم کی زینت ہو۔

(۶) شمالی اور جنوبی ڈیوڑھیوں کی تعمیر مقبرہ کی مرمت اور سفیدے لگانے۔

(۷) ابتدای زینہ کدل الی بیت الخلا ایک سور بطرف دریای جہلم بنا کر اسپر چند مقامات پر نہ و منزلہ مکانات بنانے۔ اسکے علاوہ کالاشپورہ اور اردو بازار میں دو جدید مکانات بنانے مطلوب ہیں۔ لیکن مالی کمزوری کیوجہ سے یہ تعمیر پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکی۔ (۸) ایک اخبار کا اجرا جسکی منظوری ابھی تک حکومت نے نہ دیدی۔ اسکے متعلق مورخہ ۹ تا ۱۱ نومبر ۱۹۷۰ء ایک اطلاع موصول ہو چکی تھی۔ (۹) زنانہ سرد خانہ کی تعمیر۔ (۱۰) اسلامی دارالمطالعہ جس کا اجراء گذشتہ سال کیا

گیا ہے۔ اسکا توسیع جسکو سردست کمیٹی نے صرف سالانہ ٦٠ روپے کا گرانٹ منظور کیا
ہے۔ جو کہ بالکل غیر مکتفی ہے۔ خانقاہ معلی کو بغیر از زرکرایہ کوئی خاص آمدن نہیں ہے۔
اور یہ زرکرایہ سالانہ تقریباً ٣٤٠٨ روپے ہے۔ خرچ سالانہ تنخواہ عملہ دفتر و
ضروریات تقریباً ١٦٠٠ روپے ہے۔ جو کچھ بچتا ہے وہ مفاد عامہ پر خرچ کیا جاتا
ہے۔ مثلاً غسلخانہ سرد خانہ۔ لکڑی حمام۔ کوزہ ہا۔ سڑکوں کی مرمت مقبرہ کی مرمت
اسلامی دارالمطالعہ کیلئے کتابوں کا خریدنا۔ اسلئے عام مسلمانوں سے استدعا کیجاتی ہے
کہ وہ شرقی دروازہ پر لگائے ہوئے صندوق برائے تعمیر میں ہر وقت جب کبھی وہ
خانقاہ فیض پناہ پر تشریف لایا کرینگے مالی امداد کی رقم ڈال دیا کریں۔ کیونکہ یہی
ایک ذریعہ خانقاہ کے آباد اور قایم و دائم رہنے کا ہے۔ مجھے امید واثق ہے۔ کہ
مسلمان اس میری گذارش کو صدا بصحرا نہ سمجھینگے۔ اور عنداللہ ماجور ہونے کی امید
پر اس قائد اعظم کی محبت کا بین ثبوت کرینگے۔ اسی محبر خلق اللہ رضہ کی یہ تصنیف
آج آپ لوگوں کے خدمت میں کمیٹی پیش کر رہی ہے۔ اور آیندہ انشاء اللہ یہ سلسلہ
جاری و ساری رہے گا۔ اسکے بعد رسالہ فقیریہ تصنیف جناب امیر رضہ
عنقریب شائع ہو گا۔

خادم درگاہ:۔ غلام احمد ہمدانی (زہرہ)
